بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسرا حصہ

فاضل بریلوی اورمرداد علماء مکہ

مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ(۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء۔۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) پہلے سفر حج و زیارت ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین ماجدین کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو آپ کی عمر کا تیئسواں سال تھا(۱) لیکن حجاز مقدس میں آپ کے تفصیلی تعارف کی ابتداء اس وقت ہوئی جب ۱۳۱۶ھ میں آپ نے ردّ ندوہ پر اٹھائیس سوال و جواب پر مشتمل ایک فتویٰ تیار کر کے بعض حجاج کے ذریعے علمائے حرمین شریفین کو ارسال کیا جس پر انھوں نے گراں بہا تقریظات لکھیں اور آپ کو اعلیٰ درجے کے کلمات دعا وثنا سے یاد کیا، یہ فتویٰ مسمیٰ بہ'' فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ المین ''مع ترجمہ ۱۳۱۷ھ میں بمبئی سے طبع ہو کر شائع ہوا(۲)۔اس کے بعد حرمین شریفین کے علمی حلقوں میں آپ کا غائبانہ تعارف پھیلتا چلا گیا(۳) تا آنکہ ۱۳۲۳ھ میں آپ دوسری بار حرمین شریفین حاضر ہوئے اور مکہ مکرمہ میں تقریباً تین ماہ نیز مدینہ منورہ میں اکتیس روز قیام کی سعادت حاصل کی، اس دوران حرمین شریفین اور وہاں پر موجود عرب دنیا کے علماء کرام نے آپ کی شاندار پذیرائی کی، ان عرب علماء کرام نے مختلف علمی موضوعات پر فاضل بریلوی سے تبادلہ خیالات کیا، آپ کی دو اہم کتب پر تقریظات لکھیں، بعض علماء کرام کی خواہش پر آپ نے دو کتب تصنیف کیں نیز بہت سے علماء کرام نے جمیع علوم اسلامیہ میں آپ سے اجازات خلافت حاصل کیں۔(۴)

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دوسرے حج کے مختصر واقعات ایک روز بریلی میں مدرسہ منظر اسلام کے مدرس دوم مولانا رحم الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اور مدرسہ کے ایک طالب علم مولانا نجیب الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ و بعض مریدین و معتقدین کی موجودگی میں بیان فرمائے جنہیں آپ کے فرزند مولانا محمد مصطفٰے رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مرتب کر کے'' ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' میں شامل کیا(۵)۔ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں جن اکابر علماء کرام نے آپ کی قدردانی کی ان میں سے شیخ احمد ابوالخیر مرداد اور ان کے بیٹے شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ بطور خاص قابل ذکر ہیں، ان میں سے آخر الذکر کو فاضل بریلوی نے خلافت عطا کی۔آئندہ سطور میں مرداد خاندان کے چند اکابر علماء کرام نیز شیخ عبداللہ مرداد کے حالات اور ان کی ایک انتہائی اہم تصنیف کا تعارف قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے، حرم مکی میں مختلف ادوار میں خدمات انجام دینے والے مرداد علماء کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ شیخ محمد مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۰۵ھ)

۲۔ شیخ عبدالرحمٰن مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۰۷ھ)

۳۔ شیخ عبداللہ مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۵۷ھ)

۴۔ شیخ عبدالمعطی مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۶۲ھ)

۵۔ شیخ مصطفےٰ مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۶۴ھ)

۶۔ شیخ عبداللہ مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۷۱ھ)

۷۔ شیخ عبدالعزیز مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۷۵ھ)

۸۔ شیخ محمد صالح مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۸۰ھ)

۹۔ شیخ سلیمان مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۳ھ)

۱۰۔ شیخ محمد علی مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۴ھ)

۱۱۔ شیخ امین مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۴۲ھ)

۱۲۔ شیخ احمد ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۳۵ھ)

۱۳۔ شیخ محمد سعید مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۵۳ھ)

۱۴۔ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۴۳ھ)

ان چودہ مرداد علماء کرام کے حالات وخدمات اسی ترتیب سے پیش خدمت ہیں۔

(۱) امام خطیب مسجد حرم قاری شیخ محمد مرداد (متوفی ۱۲۰۵ھ)

مسجد الحرام مکہ مکرمہ کے امام وخطیب قاری شیخ محمد بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اجلہ علماء ومشائخ سے علوم حاصل کئے، آپ کے اساتذہ میں امام المحدثین علامہ المسند ابی الحسن سندھی الصغیر حنفی مدنی (۶)، علامہ النحریر شیخ محمد مصیلحی مصری (نابینا) اور ولیٔ کامل علامہ عبدالرحمٰن فتنی حنفی مکی (۷) شامل ہیں، آپ نے ان علماء سے مختلف علوم حاصل کر کے اسناد حاصل کیں، نیز علامۃ العصر شیخ عمر بن البصیر بقلبہ مالکی سے فن قرأت سیکھ کر اس میں درجہ کمال حاصل کیا۔

شیخ محمد مرداد کے بیٹے شیخ عبدالمعطی فرماتے ہیں کہ شیخ عمر حنفی مذہب اور مالکی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ کے باشندے تھے، جیسا کہ میں نے ان کی طرف سے علامہ جار بن شیخ عبدالرحمٰن ہندی لاہوری کے نام لکھی گئی سند اجازت میں دیکھا۔

شیخ محمد مرداد نے علوم اسلامیہ پھیلانے میں سعی تمام سے کام لیا اور مخلوق خدا نے آپ سے بھرپور استفادہ کیا، آپ نے تقریباً ۱۲۰۵ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی (۸)، آپ کی بیٹی کی شادی امام محدث، مکہ مکرمہ کے مشہور عالم ومدرس، صوفی شیخ حمزہ عاشور رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۴۷ھ) سے ہوئی، شیخ حمزہ عاشور حرم

مکی میں بخاری ومسلم نیز کتب تصوف کا درس دیا کرتے تھے جہاں پر آپ سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی، آپ کی نسل موجود نہیں۔(۹)

(۲) شیخ الخطباء شیخ عبدالرحمٰن مرداد (متوفی ۱۲۰۷ھ)

فاضل، فقیہ، محدث، شیخ الخطباء شیخ عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے دور کے افاضل علماء کرام سے تعلیم کی تکمیل کی، امیر مکہ شریف سرور(۱۰) آپ کے علم وفضل اور تقویٰ کا معترف تھا اور آپ امیر کے امام رہے، ۱۱۶۵ھ میں شیخ الخطباء احمد شمس رحمتہ اللہ علیہ(۱۱) نے وفات پائی تو ان کی جگہ شیخ عبدالرحمٰن مرداد ''شیخ الخطباء'' کے منصب پر تعینات ہوئے اور وصال تک اس پر فائز رہے، مرداد خاندان میں شیخ عبدالرحمٰن مرداد پہلے فرد ہیں جو شیخ الخطباء بنائے گئے، آپ نے تقریباً ۱۲۰۷ھ میں وفات پائی تو آپ کے فرزند جلیل القدر عالم شیخ عبداللہ مرداد اس منصب پر فائز ہوئے اور تقریباً پچاس برس بعد اسی پر رحلت فرمائی، پھر ان کے بیٹے شیخ مصطفےٰ مرداد نے شیخ الخطباء کے منصب جلیل پر سات سال خدمات انجام دے کر ۱۲۶۴ھ میں وفات پائی، اس پر عالم کامل شیخ عبداللہ بن محمد صالح مرداد شیخ الخطباء ہوئے اور اسی منصب پر ۱۲۷۱ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے بعد آپ کے بھائی شیخ عبدالعزیز بن محمد صالح مرداد نے اس منصب پر چار سال ساڑھے نو ماہ تعینات رہ کر وفات پائی۔

شیخ عبدالعزیز مرداد کی وفات کے بعد شیخ الخطباء کا عہدہ چالیس روز تک خالی رہا، بالآخر امیر مکہ شریف عبداللہ(۱۲) نے کافی غور وخوض اور مشاورت کے بعد شیخ سلیمان بن شیخ عبدالمعطی مرداد کا تقرر کیا جس پر آپ نے سات سال خدمات انجام دینے کے بعد ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی، اس پر شیخ احمد ابوالخیر مرداد کو شیخ الخطباء بنایا گیا تا آنکہ ۱۲۹۹ھ میں امیر مکہ شریف عبدالمطلب (۱۳) کے دور میں آپ مستعفی ہوئے جس پر یہ منصب علامہ سید حسین جمل اللیل شافعی مکی رحمتہ اللہ علیہ(۱۴) کو سونپا گیا۔(۱۵)

(۳) شیخ الخطباء شیخ عبداللہ مرداد (متوفی ۱۲۵۷ھ)

شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ نے طویل عمر پائی، آپ شیخ الخطباء حرم مکی تھے، علم فرائض میں شہرت تامہ رکھتے تھے، زہد وتقویٰ میں کامل تھے، آپ ۱۱۶۳ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے زیر سایہ تعلیم وتربیت حاصل کی، نیز اکابر علماء مکہ مکرمہ سے تمام علوم اسلامیہ اخذ کئے اور درجہ اجتہاد تک پہنچے بالخصوص علم فرائض میں، جس میں دیگر علماء کرام نے آپ سے بطور خاص استفادہ کیا۔

آپ کے والد ماجد شیخ عبدالرحمٰن مرداد نے وصال فرمایا تو ان کی جگہ آپ نے شیخ الخطباء کا منصب سنبھالا اور اس پر تقریباً پچاس برس خدمات انجام دینے کے بعد ۱۲۵۷ھ میں وفات پائی اور المعلیٰ قبرستان

میں سپرد خاک ہوئے، آپ کے وصال پر اہل مکہ نے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا، آپ نے تین بیٹے شیخ مصطفیٰ، شیخ عبدالملک اور شیخ محمود یادگار چھوڑے۔(۱۶)

(۴) امام حرم شیخ عبدالمعطی مرداد (متوفی ۱۲۶۲ھ)

شیخ عبدالمعطی بن عالم وخطیب قاری شیخ محمد بن شیخ محمد صالح مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ مسجد الحرام کے خطیب وامام اور مدرس ومحدث تھے، اپنے والد ماجد کے علاوہ شیخ عبدالملک قلعی رحمتہ اللہ علیہ (۱۷) اور دیگر اکابر علماء مکہ مکرمہ سے پڑھ کر سند تکمیل حاصل کی، شیخ عبدالمعطی کو جمیع علوم اسلامیہ میں کمال حاصل تھا لیکن علم حدیث سے آپ کو گہرا لگاؤ تھا اور آپ بالعموم اسی کا درس دینے میں منہمک رہتے، آپ عالم جلیل، فاضل، محدث اور ولی کامل تھے، آخری عمر میں ظاہری بصارت جاتی رہی، آپ نے ۱۲۶۲ھ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں مرداد خاندان کے لئے مخصوص احاطہ میں دفن ہوئے، شیخ عبدالمعطی کی اولاد بھی علم وفضل سے آراستہ تھی، ان میں سے آپ کے بیٹے شیخ سلیمان مرداد، شیخ الخطباء تعینات رہے۔(۱۸)

(۵) شیخ الخطباء شیخ مصطفیٰ مرداد (متوفی ۱۲۶۴ھ)

شیخ مصطفیٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد صالح بن محمد محمد مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور قرأت سیکھی نیز علماء ومشائخ مکہ سے دیگر علوم پڑھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا جس کا آپ نے قرأت میں خوب اظہار کیا، آپ تواضع میں مشہور اور مکہ مکرمہ کی ہر دلعزیز شخصیت تھے، ۱۲۵۷ھ میں اپنے والد کی وفات پر ان کی جگہ شیخ الخطباء والائمہ مقرر کئے گئے جس پر تادم واپسیں ۱۲۶۴ھ تک خدمات انجام دیتے رہے، آپ کی آخری آرام گاہ المعلیٰ میں واقع ہے، شیخ مصطفیٰ مرداد کے دو فرزند عبداللہ وعبدالحفیظ تھے، ان میں اول الذکر نے ایک بیٹی اور دو بیٹے مصطفیٰ وعبدالحفیظ چھوڑے، جن میں سے مصطفیٰ لاولد رہے اور ثانی الذکر نے وفات پائی، آپ کی نسل موجود نہیں۔(۱۹)

(۶) شیخ الخطباء شیخ عبداللہ مرداد (متوفی ۱۲۷۱ھ)

مسجد الحرام کے خطباء وائمہ کے سرپرست، مدرس، علم فرائض کے ماہر شیخ عبداللہ بن محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن محمد مرداد علم وعرفان اور ریاضت وعبادت میں نمایاں تھے، آپ عالم باعمل، نیک خصلت، مسلمانوں کی بھلائی کے طلب گار، علائق دنیا سے بیزار، قناعت پسند، خوش اخلاق، متواضع، دلوں کو مائل کرنے والے اور ہر دلعزیز شخصیت تھے، تقریباً ۱۲۱۰ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، دیگر علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ قرآن مجید حفظ کیا اور مسجد الحرام میں نماز تراویح کی امامت کی سعادت سے ہمکنار ہوئے، آپ نے متعدد اہم کتب کے متون حفظ کئے اور اپنے مشائخ کو سنائے، آپ نے عمر بھر طلب علم کے لئے

دامن پھیلائے رکھا اور اس دور کے اکابر مشائخ سے علوم اخذ کئے، ان میں ولی کامل علامہ سید یاسین میرغنی بن سید عبداللہ محجوب (۲۰) بطور خاص قابل ذکر ہیں، نیز شیخ عبدالرحمٰن جمال الکبیر (۲۱) وغیرھا علماء سے فقہ، حدیث، تفسیر، فرائض، مناسخات، اصول، لغت، معانی، بیان، بدیع، منطق، حروف، اسماء اور اوفاق وغیرہ علوم حاصل کر کے ان سب میں سند تکمیل حاصل کی (۲۲)، آپ کے اساتذہ میں علامہ محقق شیخ محمد بن جی مکی حنفی شامل ہیں (۲۳)، شیخ عبداللہ مرداد نے حصول علم کے بعد مسجد الحرام میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا جہاں پر لاتعداد تشنگان علم نے آپ کے حلقہ درس میں شامل ہو کر اپنی علمی پیاس بجھائی، آپ کے تلامذہ میں شیخ عبدالرحمٰن جمال (۲۴)، مفتی سید احمد بن مفتی عید عبداللہ میرغنی (۲۵)، علامہ شیخ عبدالقادر خوقیر (۲۶) شیخ احمد بیت المال (۲۷)، قاضی طائف شیخ بکر کمال، علامہ عبدالقادر سجی طائفی اور سید ابراہیم بن مفتی سید عبداللہ میرغنی (۲۸) جیسے جلیل القدر علمائے عصر شامل ہیں،

ان دنوں مفتی سید عبداللہ میرغنی رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) ''مفتی مکہ'' اور شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ ان کے معاون تھے، اس دوران متعدد بار ایسا ہوا کہ مفتی سید عبداللہ میرغنی زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ منورہ چلے جاتے تو ان کی عدم موجودگی میں شیخ عبداللہ مرداد قائم مقام مفتی ہوتے اور خود فتاوے جاری کرتے، ایک موقع پر گورنر حجاز (۳۰) نے کسی بات پر مفتی سید عبداللہ میرغنی کو معزول کر دیا اور یہ منصب شیخ عبداللہ مرداد کے سپرد کرنا چاہا تو آپ نے اسے قبول نہیں کیا جس پر یہ ایک اور عالم شیخ محمد حسین کتبی (۳۱) کے حوالے کر دیا گیا۔

شیخ الخطباء مصطفیٰ مرداد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۱۲۶۴ھ پر شیخ عبداللہ مرداد ''شیخ الخطباء والائمۃ'' بنائے گئے اور اپنی وفات تک اس پر فائز رہے۔

شیخ عبداللہ مرداد فن خطاطی سے گہرا لگاؤ رکھتے تھے جو آپ نے علامہ سید محمد عثمان میرغنی رحمۃ اللہ علیہ (۳۲) سے سیکھا اور اکابر علماء کرام کی متعدد ضخیم کتب کو انتہائی لگن سے خوبصورت کتابت میں نقل کیا، آپ اعلاء کلمۃ الحق میں کسی لومۃ لائم سے کام نہ لیتے، اور لوگوں کے مسائل و معاملات کے حل میں گہری دلچسپی لیتے، آپ ہمہ اوقات انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے مستعد رہتے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال پر اہل مکہ نے شدید رنج الم محسوس کیا، بالخصوص مفتی سید عبداللہ میرغنی نے فرمایا کہ اگر میری اولاد میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو یقیناً مجھے اتنا غم نہ ہوتا جتنا عبداللہ مرداد کی وفات سے ہوا، آپ نے ۱۲۷۱ھ ماہ ذی الحجہ کے وسط میں وبائی مرض کے باعث مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا، بیماری کے دوران صبر و تحمل سے کام لیا اور اپنے معمولات کو ہر ممکن جاری رکھا، زندگی کے آخری دن نماز ادا کر کے واپس گھر تشریف لائے اور تھوڑی دیر بعد خالق حقیقی سے جا ملے، آپ قبرستان المعلیٰ میں مرداد خاندان کے مخصوص و مشہور احاطہ میں دفن ہیں، آپ کے دو بیٹوں میں ایک شیخ احمد ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (۳۳)

(۷) شیخ الخطباء شیخ عبدالعزیز مرداد (متوفی ۱۲۷۵ھ)

شیخ عبدالعزیز بن محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن محمد مرداد حنفی اپنے دور کے ایسے اکابر فضلاء میں سے تھے جنہوں نے ہمیشہ قناعت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اپنائے رکھا، آپ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے دور کے جید علمائے کرام سے مختلف علوم پڑھے، نیز عبادات سے متعلق ضروری مسائل کو حفظ کیا اور حروف، اوفاق، اسماء وغیرہ علوم میں بھی کمال حاصل کیا، ۱۲۷۱ھ میں آپ کے بڑے بھائی شیخ عبداللہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو آپ ''شیخ الخطباء و الائمہ'' بنائے گئے۔

شیخ عبدالعزیز مرداد رحمۃ اللہ علیہ اولیائے کرام میں سے تھے، آپ عابد و زاہد، رات کو نوافل پڑھنے والے، تہجد گزار اور بکثرت عبادت گزار تھے، پُر وقار اور بارعب شخصیت کے مالک تھے، آپ نے فن خطاطی بھی سیکھا اور متعدد ضخیم کتب کو بڑی سرعت وضبط کے ساتھ نقل کیا، شیخ عبدالعزیز مرداد نے ۱۵رشوال ۱۲۷۵ھ کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور المعلیٰ میں آسودۂ خاک ہوئے، آپ نے ایک بیٹا عباس یادگار چھوڑا۔ (۳۴)

(۸) امام حرم شیخ محمد صالح مرداد (متوفی ۱۲۸۰ھ)

حرم مکی کے امام و مدرس شیخ محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن محمد مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور حصول تعلیم کے لئے قاضی علامہ عبد الرحمٰن جمال مکی، علامہ عمر عبدالرسول (۳۵) اور قاضی مفتی عبدالحفیظ عجیمی (۳۶) کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، آپ خداداد ذہانت اور قوی یادداشت کے مالک تھے، آپ کی زندگی کا غالب حصہ اسفار میں گزرا حتیٰ کہ ۱۲۸۰ھ میں دوران سفر ہی انتقال فرمایا، آپ نے نوّے برس سے زائد عمر پائی، شیخ محمد صالح مرداد کے دو جلیل القدر فرزندوں، شیخ الخطباء عبدالعزیز مرداد اور شیخ الخطباء عبداللہ مرداد نے وَپ کی زندگی میں وفات پائی، امیر مکہ شریف یحییٰ بن شریف سرور (۳۷) آپ کا عقیدت مند تھا اور آپ اس کے امام رہے۔

شیخ محمد صالح مرداد رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً ۳۵ فرزند عطا فرمائے اور ان سب نے آپ کی زندگی میں ہی وفات پائی، شیخ الخطباء عبدالعزیز مرداد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں میں سب سے آخر میں وصال فرمایا۔ (۳۸)

(۹) شیخ الخطباء شیخ سلیمان مرداد (متوفی ۱۲۹۳ھ)

شیخ سلیمان بن عبدالمعطی بن محمد مرداد بن محمد صالح بن محمد مرداد رحمہم اللہ تعالیٰ بھی مکہ مکرمہ کے اکابر علماء کرام میں سے تھے، ۱۲۷۵ھ میں شیخ عبدالعزیز مرداد کی وفات کے چالیس روز بعد امیر مکہ شریف عبداللہ نے ان کی جگہ شیخ سلیمان مرداد کو ''شیخ الخطباء'' مقرر کیا جس پر آپ اپنی وفات ۱۲۹۳ھ تک خدمات

انجام دیتے رہے۔(۳۹)

(۱۰)امام حرم شیخ محمد علی مرداد(متوفی ۱۲۹۴ھ)

شیخ محمد علی بن شیخ الخطباء والائمہ سلیمان بن عبدالمعطی بن محمد بن محمد صالح مرداد حنفی مکہ مکرمہ میں ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے، اپنے فاضل اجداد کی طرح قرآن مجید حفظ کیا نیز دیگر شرعی علوم میں مہارت تامہ حاصل کی، آپ نے مشائخ کی کثیر تعداد سے پڑھا، ان میں شیخ جمال (۴۰)، مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی (۴۱)، شیخ عبدالرحمٰن جمال اور سید عبداللہ کوجک (۴۲) اہم ہیں، جن سے آپ نے بھرپور استفادہ کیا اور سند روایت حاصل کی۔

شیخ محمد علی مرداد جلیل القدر فقیہ تھے، آپ مسجد الحرام میں امام وخطیب اور مدرس رہے، آپ اعلیٰ اوصاف وخصائل سے متصف تھے، ۱۲۹۴ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور المعلیٰ میں احاطہ مرداد میں آسودۂ خاک ہوئے، آپ کے دو بیٹے تھے، شیخ امین اور شیخ صالح، اول الذکر بلند پایہ عالم دین تھے۔(۴۳)

(۱۱)امام حرم شیخ امین مرداد(متوفی ۱۳۴۲ھ)

شیخ امین بن محمد علی بن سلیمان بن عبدالمعطی بن محمد بن محمد صالح مرداد حنفی رحمہم اللہ تعالیٰ کی ولادت ۱۲۷۷ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، یہیں تعلیم وتربیت حاصل کی، قرآن مجید حفظ کیا اور متعدد اکابر علماء وفضلاء مکہ سے مختلف علوم پڑھے، ان میں آپ کے والد ماجد کے علاوہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی، شیخ حسن طیب (۴۴)، مولانا حضرت نور پشاوری (۴۵)، ملا یوسف ہندی، حافظ عبداللہ ہندی (نابینا) اہم اساتذہ میں سے ہیں جن سے آپ نے مسجد الحرام میں تعلیم پائی، جب آپ کے والد ماجد شیخ محمد علی مرداد رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا تو ان کی جگہ آپ کو مسجد الحرام کی امامت وخطابت کی ذمہ داری سونپی گئی جسے آپ نے احسن طریقہ سے انجام دیا، بعدازاں آپ مکہ مکرمہ کے محکمہ عدل میں قاضی مقرر کئے گئے نیز امیر مکہ شریف حسین بن علی نے آپ کو "مجلس تعزیرات الشرعیہ" کا رکن نامزد کیا۔(۴۶)

شیخ امین مرداد رحمۃ اللہ علیہ وسیع معلومات کے حامل، متواضع، عابد وزاہد تھے، بالعموم مسجد الحرام میں حاضر رہتے اور فرض نمازیں باجماعت ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے، مسجد میں قیام کے دوران نماز وتلاوت یا طلباء کو درس دینے میں مشغول رہتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چار بیٹے پیچھے چھوڑے (۴۷)۔

محمد امین، حسین، عبداللہ اور یحییٰ، اول الذکر تینوں بیٹے محکمہ تعلیم میں اور آخر الذکر محکمہ عدل میں مصروف عمل ہوئے، مسجد الحرام میں شیخ محمد امین مرداد کا حلقہ درس باب باسطیہ اور باب قطبی کے درمیان برآمدہ میں منعقد ہوتا تھا جس میں آپ فقہ حنفی اور تفسیر وحدیث کا درس دیتے تھے، عمر عبدالجبار نے نماز جمعہ

کے موضوع پر دیئے گئے آپ کے ایک درس کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے، مسجد حرم کے امام وخطیب اور مدرس شیخ امین مرداد حنفی نے ۱۳۴۲ھ میں وفات پائی۔(۴۸)

(۱۲) شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد (متوفی ۱۳۳۵ھ)

محمد سعید عامودی و احمد علی لکھتے ہیں کہ مرداد خاندان مکہ مکرمہ کا ایک معزز گھرانہ ہے اور اس میں بہت سے افراد نے علم و فضل میں شہرت پائی، اسی خاندان میں شیخ احمد بن عبداللہ بن محمد صالح بن سلیمان بن محمد صالح بن مرداد نے ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد وغیرہ علماء سے علوم حاصل کیا ور مسجد الحرام میں امام وخطیب اور مدرس مقرر ہوئے، پھر ۱۲۹۳ھ میں شیخ الخطباء بنے اور اس منصب پر ۱۲۹۹ھ تک رہے، آپ نے ۱۳۳۵ھ میں وفات پائی۔(۴۹) آپ کے اساتذہ میں آپ کے ماموں شیخ عبدالرحمٰن جمال حنفی (م۔۱۲۹۰ھ)، علامہ سید عبداللہ کوجک حنفی (۵۰) اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی (۵۱) شامل ہیں۔

مفتی احناف شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی (۵۲) رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ الخطباء احمد ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے، دونوں نے شیخ جمال رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں اکٹھے تعلیم حاصل کی تھی، شیخ عبدالرحمٰن سراج جب کبھی (اپنے وطن) طائف تشریف لے جاتے تو ان کی عدم موجودگی میں ''مفتی احناف'' کی ذمہ داریاں شیخ احمد ابوالخیر انجام دیتے (۵۳)، اور جب ۱۲۹۸ھ میں امیر مکہ شریف عبدالمطلب نے شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی کو معزول کر کے یہ منصب مستقل طور پر شیخ احمد ابوالخیر جو اس وقت ''شیخ الخطباء'' تھے، ان کے سپرد کرنا چاہا تو آپ نے قبول نہ کیا (۵۴) دوسری بار ۱۳۱۱ھ میں امیر مکہ شریف عون (۵۵) نے آپ کو مفتی احناف مقرر کرنا چاہا تو آپ نے پھر معذرت کر دی جس پر امیر مکہ نے شیخ عبداللہ بن عباس صدیق حنفی (۵۶) کو مفتی احناف تعینات کر کے ان پر یہ شرط عائد کی کہ وہ شیخ احمد ابوالخیر مرداد کی رہنمائی میں اس کی ذمہ داریاں انجام دیں گے۔(۵۷)

آپ کے شاگردوں میں شیخ درویش عجیمی (۵۸)، شیخ علی ابوالخیر شافعی (۵۹) اور شیخ عبداللہ لبنی (۶۰) و شیخ محمد مزل (۶۱) مکہ مکرمہ کے اہم علماء میں سے ہوئے، دیگر شاگردوں میں شیخ محمد عبدالباقی لکھنوی مہاجر مدنی (م۔۱۳۶۴ھ)، علامہ سید عبدالحیٔ کتانی مراکشی (م۔۱۳۸۲ھ) اور شیخ عمر حمدان محرسی مدنی (م۔۱۳۶۸ھ) شامل ہیں۔

حرمین شریفین میں نظام تعلیم

خلافت عثمانیہ کے دور میں مسجد نبوی مدینہ منورہ اور مسجد حرم مکہ مکرمہ میں درس و تدریس کا منظم طریقہ کار تھا، مدینہ منورہ کے ایک باشندے سید علی حافظ (۶۲) جنہوں نے خود مسجد نبوی میں بیٹھ کر تعلیم مکمل کی اور ادب، شاعری، صحافت و سیاست وغیرہ میں اہم خدمات انجام دیں، ایک کتاب میں لکھتے ہیں

کہ مسجد نبوی نے ایک طویل عرصے تک اسلامی یونیورسٹی کا کردار ادا کیا، جہاں اسلامیات، عربی زبان، تاریخ، فلکیات، ریاضی، فلسفہ اور دوسرے مضامین پڑھائے جاتے تھے، بہت سے عالم، سائنس دان، فلاسفر، ریاضی دان، ہیئت دان، ادیب اور شاعر اس مسجد سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے، عام طور سے یہ مضمون پانچوں وقت کی نماز یا ان کے درمیانی وقفوں میں پڑھائے جاتے تھے، کہا جاتا ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ، جو سوائے حج کے لئے مکہ معظّمہ جانے کے علاوہ کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں نکلے فلکیات پر ایک کتاب لکھی تھی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مضمون مسجد نبوی میں پڑھایا جاتا تھا، ترکی دور حکومت کے آخری سالوں میں باقاعدہ اسکول کھولے گئے اور لوگ رفتہ رفتہ تعلیم کے لئے مسجد سے ان اسکولوں کی طرف منتقل ہوتے گئے، اس طرح مسجد نبوی کا کام تعلیم کی طرف رہنمائی کرنے والی یونیورسٹی کی حیثیت سے کم ہوتا چلا گیا۔ (۶۳)

مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں بھی خلافت عثمانیہ بلکہ ہاشمی عہد تک نظام تعلیم اسی طرز و معیار کا تھا، مکہ مکرمہ کے ایک باشندے حسین عرب (۶۴) جنہوں نے حرم مکی سے تعلیم کا آغاز کیا، اس کے تعارف پر ایک مضمون ''**الکراسی الدینیہ فی المسجد الحرام**'' کے عنوان سے اور وہاں کے ایک اور باشندے عمر عبدالجبار نے ایک مستقل کتاب ''**صور من ماضی التدریس فی المسجد الحرام**'' لکھی (۶۵)۔ ماضی قریب تک حرم مکی میں درس و تدریس کے معیار کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ مکہ مکرمہ کے ایک باشندے شیخ احمد محمد جمال (۱۳۴۳ھ۔۱۴۱۳ھ) نے پرائمری اسکول تک تعلیم پائی پھر حرم مکی میں علامہ سید علوی مالکی (۶۶) کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، جہاں سالہا سال ان کے شاگرد خاص رہے اور تمام علوم اسلامیہ میں کمال حاصل کیا اور ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ میں ثقافت اسلامیہ کے پروفیسر تعینات ہوئے، پھر ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ میں علم تفسیر کے استاد ہوئے، مختلف اسلامی تنظیموں کے رکن بنے اور متعدد ممالک میں عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی، ۱۳۷۷ھ میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں اسلامیات کے موضوع پر منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں شرکت لے لئے پاکستان آئے، شیخ احمد محمد جمال کی بتیس تصانیف شائع ہوچکی ہیں اور ابھی کچھ غیر مطبوع ہیں (۶۷)، آپ کے حالات پر زھیر محمد جمیل کتبی مکی نے ایک ضخیم کتاب لکھی جو شائع ہوچکی ہے۔

مرداد خاندان کے افراد نے حرم مکی میں قائم اس اسلامی یونیورسٹی سے نہ صرف خود علوم حاصل کئے اور اکابر علماء میں شمار ہوئے، بلکہ انہوں نے لگ بھگ دو صدیوں تک اس میں مدرسین کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور ساتھ ہی ساتھ امامت و خطابت کی سعادت حاصل کی۔

علمائے کرام کے مناصب

مرداد خاندان کے زیر تذکرہ علماء کرام کے دور میں حجاز مقدس ترکوں کی قائم کردہ خلافت عثمانیہ کا ایک حصہ تھا اور حکومت نے حرمین شریفین میں نظام تعلیم اور دیگر مذہبی امور کو احسن طریقے سے جاری رکھنے کے لئے علماء کرام کی ذمہ داریوں کو مختلف مناصب کے تحت تقسیم کر رکھا تھا، اور خلیفہ عثمانی کی طرف سے امیر مکہ (گورنر مکہ)، اعلیٰ عہدیداران اور مذہبی شخصیات سے مشورے کے بعد ان پر علماء کرام کا تقرر کرتا تھا، ان مناصب کے نام یہ تھے، شیخ السادة، شیخ العلماء، شیخ الخطباء، امام حرم، خطیب حرم، مدرس حرم، مفتی احناف، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ، مفتی حنابلہ، مفتی مکہ اور قاضی مکہ وغیرہ، ان تمام مناصب کی اہمیت وفضیلت محتاج بیان نہیں، خلافت عثمانیہ جو بوسینیا سے مصر تک آج کے متعدد ممالک پر محیط تھی، صرف مفتی احناف مکہ مکرمہ کے منصب کو ہی دیکھا جائے تو بقول محمد علی مغربی خلافت عثمانیہ میں فقہ حنفی نافذ تھی اور سرکاری احکامات اسی کے تحت جاری کئے جاتے تھے، اس بنا پر مکہ مکرمہ کے مفتی احناف کا منصب خاص اہمیت و عظمت رکھتا تھا (۶۸)۔ مرداد علماء کرام مذکورہ بالا مناصب میں سے متعدد پر فائز رہے جن میں ''شیخ الخطباء والائمہ'' سب سے اہم منصب ہے جو حرم شریف کے تمام ائمہ وخطباء کے نگران وسرپرست ہوتے تھے، جو مرداد علماء کرام اس منصب جلیل پر مامور رہے ان کے اسماء گرامی کی ترتیب وار فہرست اس طرح ہے:

شیخ عبدالرحمٰن مرداد رحمتہ اللہ علیہ، ۱۱۶۵ سے ۱۲۰۷ھ تک شیخ الخطباء رہے

شیخ عبداللہ مرداد، ۱۲۰۷ھ۔۱۲۵۷ھ

شیخ مصطفیٰ مرداد، ۱۲۵۷ھ۔۱۲۶۴ھ

شیخ عبداللہ مرداد، ۱۲۶۴ھ۔۱۲۷۱ھ

شیخ عبدالعزیز مرداد، ۱۲۷۱ھ۔۱۲۷۵ھ

شیخ سلیمان مرداد، ۱۲۷۵ھ۔۱۲۹۳ھ

شیخ احمد ابوالخیر، ۱۲۹۳ھ۔۱۲۹۹ھ

ماضی میں حرمین شریفین، پورے عالم عرب اور اسلامی دنیا میں مرداد علماء کرام کے علم وفضل میں نمایاں مقام کی یہ بیّن دلیل ہے کہ اس کے یہ سات علماء کرام ۱۱۶۵ھ سے ۱۲۹۹ھ تک مسلسل ۱۳۴ برس تک مکہ مکرمہ مسجد الحرام کے اعلیٰ ترین منصب ''شیخ الخطباء و الائمه'' پر خدمات انجام دیتے رہے، رحمھم اللہ تعالیٰ۔

فاضل بریلوی اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد

۱۳۲۳ھ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حرمین شریفین حاضر ہوئے تو محدث کبیر مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء) کے صاحبزادے مولانا عبدالاحد سورتی

رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء) آپ کے ہمراہ تھے، ان ایام میں احمد راتب پاشا گورنر حجاز اور شریف علی پاشا امیر مکہ تھے (۶۹) ترک کمزور پڑ چکے تھے اور خلافت عثمانیہ آخری سانس لے رہی تھی، یاد رہے کہ حجاز مقدس میں خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں ہوا اور وہاں پر ہاشمی مملکت قائم ہوگئی جو ۱۳۴۴ھ/ ۱۹۲۵ء میں ختم ہوگئی اور پھر سعودی دور کا آغاز ہوا۔

فاضل بریلوی جب مکہ مکرمہ پہنچے تو ان ایام میں شیخ احمد ابوالخیر مرداد اس شہر مقدس کے تین اکابر علماء کرام میں سے ایک تھے، مقامی علماء کرام سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں، ان کے ساتھ علمی مجالس اور پھر تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا، اسی دوران بعض سائلین کے سوالات اور وہاں کے اکابر علماء کی خواہش پر آپ نے ۲۵/ ذوالحجہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب پر عربی میں ایک کتاب ''الدولة المکیه بالمادة الغیبیه'' کے تاریخ نام سے لکھنا شروع کی، اسی روز فاضل بریلوی اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد کے درمیان ایک ملاقات ہوئی جس کی تفصیل فاضل بریلوی نے خود یوں بیان فرمائی:

''میں نے اس رسالہ (الدولة المکیه) میں غیوب خمسہ (۷۰) کی بحث نہ چھیڑی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل کہ آج ہی ہو، میں لکھ رہا ہوں، حضرت شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالخیر مرداد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے معذور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں، میں اسی حالت میں جتنے اوراق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا، رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے، قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کا رد اور ان کے سوالوں کا جواب ہے، حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر سن کر فرمایا! اس میں علم خمس کی بحث نہ آئی، میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھی، فرمایا! میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو، میں نے قبول کیا، رخصت ہوتے وقت ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت نے باآں فضل و کمال و باآں کبر سال کہ عمر شریف ستر برس سے متجاوز تھی، یہ لفظ فرمائے کہ:

انا اقبل ارجلکم ، انا اقبل انعالکم

میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں۔

یہ میرے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے وقعت کی یہ وقعت، میں واپس آیا اور شب ہی میں بحث خمس کو بڑھایا''۔(۷۱)

الدولة المکیه مکمل ہونے پر حرمین شریفین اور دیگر اسلامی دنیا کے جن اکسٹھ سے زائد علماء کرام (۷۲) نے اس پر تقاریظ لکھیں ان میں شیخ احمد ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے، آپ نے تقریظ میں کتاب کے مندرجات کی بھرپور تائید کی اور اس کے مصنف کو ان القاب سے یاد کیا:

"العلامة الامام النبيل الذكی الهمام ورأ س المؤ لفین فی زمانه وامام المصنفین بحکم اقرانه......(۷۳)

اس طرح شیخ احمد ابوالخیر نے فاضل بریلوی کو لقب ''امـام'' سے ملقب کیا اور تقریظ کے آخر میں آپ کی سلامتی کے لئے دعائیہ کلمات لکھے۔

اور جب فاضل بریلوی نے خطّہ ہند میں پیدا ہونے والے بعض نئے فرقوں کے عقائد کو قلم بند کر کے'' المعتمد المستند'' کے نام سے کتابی صورت میں اسی سفر حرمین شریفین کے دوران عرب علماء کرام کے سامنے پیش کیا تو اس پر وہاں کے جن ۳۳ جلیل القدر علماء کرام نے جدید فرقوں کے بارے میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے موقف کی تائید کرتے ہوئے تقاریظ لکھیں ان میں احمد ابوالخیر مرداد علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں، آپ نے مقفّیٰ و مسجع عربی میں تقریظ لکھتے ہوئے فاضل بریلوی کو بھر پور خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ! احمد رضا خاں اسم باسمٰی ہیں، یعنی احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد رضا خاں پر راضی وخوش ہیں۔(۷۴)

(۱۳) مدرس حرم شیخ محمد سعید ابوالخیر مرداد (متوفی ۱۳۵۳ھ)

علامۃ العصر شیخ الخطباء شیخ احمد ابوالخیر مرداد کے چھوٹے فرزند شیخ محمد سعید مرداد ۱۲۸۳ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کرنے کے علاوہ اخلاق وشائستگی کی اعلیٰ تربیت پائی، پھر مدرسہ صولتیہ میں داخل ہوئے اور تعلیم مکمل کی (۷۵)، آپ کے دیگر اساتذہ میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا اسم گرامی اہم ہے(۷۶)، شیخ محمد سعید مرداد ھاشمی وسعودی عہد میں حکومت کے اہم ادارے'' ھیـئة التـد قیـقات'' جو اَب'' ھیئة التمیـز '' کہلاتا ہے کے رکن رہے بعد ازاں سعودی عہد میں وزارت اوقاف کے منیجر ہوئے، آپ نے ۱۳۵۳ھ میں وفات پائی اور چار بیٹے شیخ یحییٰ، شیخ حسین، شیخ عبدالقادر اور شیخ محمد یادگار چھوڑے۔

شیخ محمد سعید طویل قد اور نحیف جسامت کے مالک تھے، آپ مربیانہ مزاج، صاف گو، سنتوں کے محافظ، سلام کا گرمجوشی سے جواب دینے والے، چلنے میں بردبار، عیادت کرنے والے اور بکثرت جنازہ کے ساتھ جانے والے وغیرہ اوصاف میں نمایاں تھے، آپ نے قرآن مجید کے علاوہ مختلف اہم کتب کے متون بھی حفظ کر رکھے تھے جو اس عہد میں طالب علم کے لئے ضروری اور بنیاد تھے، چنانچہ آپ درس دے رہے ہوتے تو طلباء کے ہاتھوں میں کتاب موجود ہوتی لیکن دوران تدریس آپ متن دیکھنے کے محتاج نہ تھے، آپ صبح کی نماز مسجد حرام کے باب صفا کے قریب برآمدہ میں ادا کرتے، اس کے بعد خوش الحانی سے تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے، پھر طلباء آجاتے اور آپ درس دینا شروع کر دیتے، عمر عبدالجبار نے آپ سے سنے ہوئے دروس میں سے ایک درس اپنی کتاب میں درج کیا ہے، شیخ محمد سعید اپنے درس کے ذریعے

طلباء میں مومن کی صفات اجاگر کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے اور اس پہلو پر بطور خاص توجہ دیتے۔

اللہ تعالیٰ شیخ محمد سعید ابوالخیر پر رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی نسل کو سلامت رکھے اور اسے توفیق دے کہ وہ اس کریم گھرانہ کو جو کہ زہد وتقویٰ، علم وفضل اور رشد وہدایت میں نمایاں ہے، اپنے آباء کی اقتداء کرتے ہوئے جہالت کے اندھیروں کو ختم کرنے میں اپنا کردار جاری رکھے۔(۷۷)

(۱۴) قاضی مکہ شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد (متوفی ۱۳۴۳ھ)

شیخ عبداللہ ابوالخیر ۱۲۸۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد شیخ احمد ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ نیز مدرسہ صولتیہ کے بانی مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ و دیگر علمائے مکہ سے علوم اسلامیہ پڑھے (۷۸)، تکمیل تعلیم کے بعد مسجد الحرام میں مدرس مقرر ہوئے جہاں باب صفا کے قریب برآمدہ میں آپ کا حلقہ درس قائم ہوا، آپ اہم علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ اور شخصیات کے حالات سے گہرا لگاؤ اور وسیع معلومات رکھتے تھے، شریف حسین بن علی کے آخری عہد میں مکہ مکرمہ کے قاضی بنائے گئے جس پر آپ اپنی وفات ۱۳۴۳ھ تک فرائض انجام دیتے رہے (۷۹) آپ نے طائف میں وفات پائی۔

فقہ حنفی پر آپ کی گہری نظر تھی، آپ مفتی احناف شیخ عبداللہ بن عباس صدیق حنفی کے گہرے دوست اور معاون تھے، ۱۳۲۵ھ میں امیر مکہ شریف علی نے علماء مکہ مکرمہ کا جو وفد یمن روانہ کیا تھا ان میں شیخ عبداللہ بھی شامل تھے، ان کی عدم موجودگی میں مفتی احناف کی ذمہ داریاں شیخ عبداللہ ابوالخیر کے سپرد کی گئیں۔(۸۰)

فضیلۃ العلامۃ الشیخ عبداللہ ابوالخیر مکہ مکرمہ کے ان چند علماء کرام میں سے تھے جنہیں مذاہب اربعہ کے مطابق حج کی ادائیگی کے ارکان وواجبات اور سنن مستحضر تھے، موسم حج کے دوران مسجد الحرام میں درس وتدریس کا سلسلہ عام طور پر روک دیا جاتا تھا تاکہ طلباء ومدرسین اور حجاج اطمینان سے عبادت کرسکیں، لیکن شیخ عبداللہ ابوالخیر تنگ جگہ اور ازدحام کے باوجود باب صفا کے برآمدہ میں اپنا حلقہ درس حسب معمول منعقد کرتے، صرف اس لئے کہ حجاج کرام کو مسائل دریافت کرنے کی سہولت میسر رہے اور لوگ رہنمائی حاصل کرکے حج اور دیگر دینی امور کو صحیح طریقہ سے ادا کرسکیں، عمر عبدالجبار نے حج سے متعلق آپ کا ایک درس شامل کتاب کیا ہے، اللہ تعالیٰ شیخ عبداللہ ابوالخیر پر رحمت نازل فرمائے اور دین پر ان کی استقامت و دعوت کو نفع بخش بنائے، بے شک اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد ابوالخیر مرداد کی دعا قبول فرمائی اور انہیں شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد جیسا لائق فرزند عطا کیا، جس نے اسلاف کے کام کو آگے بڑھایا۔(۸۱)

آپ کے شاگردوں میں سے شیخ عرابی سجینی نے نام پایا (۸۲)، علاوہ ازیں آپ نے ''نشر النور والزھر'' کے نام سے ایک ضخیم وعظیم تصنیف یادگار چھوڑی، جو متعدد وجوہات کی بنا پر غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے، اس لئے اس کتاب کا تفصیلی تعارف اس تحریر کے آخر میں دیا گیا ہے۔

فاضل بریلوی اور شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قیام مکہ مکرمہ کے دوران شیخ عبداللہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، **الدولۃ المکیہ** کی تصنیف کے دوران آپ کے درمیان رابطہ رہا، پھر ایک روز شیخ عبداللہ مرداد اور شیخ محمد احمد حامد جداوی (۸۳) نے کاغذی نوٹ کے بارے میں بارہ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا، جس کے جواب میں فاضل بریلوی نے کتاب ''**کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم**'' تصنیف کی (۸۴)۔

اسلاف کے زمانہ میں اشیاء کی خرید وفروخت کے لئے سونا، چاندی اور پیتل وغیرہ کے سکّے رائج تھے، کاغذی نوٹ بعد کی صدیوں میں زیر گردش آئے، لہذا قدیم فقہاء اسلام کو کاغذی نوٹ کے استعمال اور اس کے جزوی مسائل پر غور وفکر کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی، اس موضوع پر کام کی ابتداء امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۹۱۱ھ) نے رسالہ ''**قطع المجادلۃ فی تغیر المعاملۃ**'' لکھ کر کی جو آپ کی کتاب ''**الحاوی للفتاوی**'' میں شامل ہے، پھر ۱۲۱۶ھ میں علامہ حسینی حنفی نے ایک رسالہ ''**تراجع سعر النقود بالامر السلطانی**'' لکھ کر اس موضوع کو آگے بڑھایا، ان کے بعد علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۵۲ھ) نے رسالہ ''**تنبیہ الرقود علی مسائل النقود**'' قلمبند کیا جو ''**رسائل ابن عابدین**'' میں شامل ہے (۸۵)، پھر مکہ مکرمہ کے علامہ سید بکری شطا شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۰ھ) نے ایک رسالہ بنام ''**القول المنقح المظبوط فی صحۃ التعامل ووجوب الزکاۃ فی الورق النوط**'' لکھا (۸۶)۔

فاضل بریلوی کے دور تک کاغذی نوٹ کا استعمال عام ہوا تو اس سے متعلق مسائل پوری شدومد سے فقہاء اسلام کے سامنے آئے، متحدہ ہندوستان میں مولانا عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۴ھ) اور مولوی رشید احمد گنگوھی کے سامنے یہ موضوع آیا تو انہوں نے اس پر فتاوے جاری کئے، لیکن تشنگی باقی رہی، ادھر مکہ مکرمہ میں یہ موضوع فاضل بریلوی کے استاذ الاستاذ مفتی احناف شیخ جمال عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۸۴ھ) کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا مجھے اس کے جزیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں (۸۷)۔ دور جدید میں پورے عام اسلام کے فقہاء کرام کو درپیش اس اہم موضوع سے متعلق تمام سوالات کے جواب میں پہلی جامع کتاب، علمائے مکہ مکرمہ بالخصوص عبداللہ ابوالخیر کی تحریک سے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے قلم سے وجود میں آئی۔

صفر ۱۳۲۴ھ میں فاضل بریلوی نے امام حرم مولانا شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد کو جمیع علوم اسلامیہ میں سند اجازت وخلافت عطا فرمائی (۸۸)۔

نشر النّوْر والزّہر

یہ کتاب مکہ مکرمہ میں خدمات انجام دینے والے پانچ صدیوں کے علماء کرام کے حالات پر مشتمل ہے، حجاز مقدس کے نامور ادیب وشاعر، صحافی ومؤرخ شیخ محمد علی مغربی (۸۹) لکھتے ہیں کہ تاریخی اعتبار سے یہ بہت ہی اہم کتاب ہے اور یہ بجاطور پر علامہ تقی الدین فاسی (م۔۸۳۲ھ) کی کتاب ''**العقد الثمین فی تاریخ البلدالامین**'' (مطبوعہ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ءمصر) جس میں مکہ مکرمہ کے تقریباً آٹھ سو علماء کے حالات درج ہیں، اس کے بعد اہم ترین کتاب ہے، علامہ فاسی نے ابتدائے اسلام سے اپنے دور تک کے علماء کے حالات قلمبند کیے اور شیخ عبداللہ مرداد نے گویا اسی کام کو آگے بڑھایا اور اپنی کتاب میں دسویں تا چودھویں صدی ہجری تک کے چھ سو سے زائد علماء کے حالات جمع کیے، دونوں کتب میں ایک اور یکساں خوبی یہ ہے کہ ان میں بلدالحرام کی بہت سی خواتین عالمات کے حالات دیئے گئے ہیں جس سے یہ بات اُجاگر ہوتی ہے کہ ماضی میں مکہ مکرمہ کی خواتین نے بھی دینی علوم میں کمال حاصل کیا اور پھر ان کے فروغ میں بھرپور حصہ لیا۔

شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد نے اس موضوع سے متعلق تمام اہم ماخذ تک رسائی حاصل کی اور عام مؤرخین کے برعکس کتاب میں اپنے مصادر کا ذکر کیا..........نشر النور مصنف کی ایک انتہائی کامیاب کوشش ہے جس پر ہم ان کے شکر گزار ہیں۔(۹۰)

محمد سعید عامودی (۹۱) واحمد علی (۹۲) رقمطراز ہیں: یہ کتاب علماء وادباء کے حالات پر گوہر آب کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے مؤلف جلیل شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں گزشتہ صدیوں کے جلیل القدر علماء کے حالات جمع کر دیئے ہیں، جنہوں نے مختلف مناصب، قضاۃ، تدریس، امامت وخطابت پر عظیم خدمات انجام دیں، نیز دسیوں کتب ورسائل تالیف کیے، ان علماء میں متعدد ادیب وشاعر تھے، مؤلف نے ان کے مفصل حالات فراہم کرنے کے علاوہ ان کی شاعری کے نمونے بھی ہم تک پہنچائے، بے شک یہ کتاب ہمارے علمی، ادبی وتاریخی سرمائے میں ایک اہم اضافہ ہے جو انسائیکلوپیڈیا کا درجہ رکھتی ہے۔

حق بات یہ ہے کہ یہ کتاب بہت سے فوائد کی حامل ہے، مصنف نے موضوع سے متعلق تمام اہم مطبوعہ وغیر مطبوعہ مواد تک رسائی حاصل کی..........اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے یہ کتاب کثرت مشاغل، قضاۃ، خطابت اور تدریس کو جاری رکھتے ہوئے کمال اطمینان سے تصنیف کی۔(۹۳)

عبدالقدوس انصاریؔ (۹۴) کی رائے میں یہ ایک جامع، گراں قدر اور نفیس کتاب ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔(۹۵)

المختصر من كتاب نشر النّور و الزّهر

۱۳۶۷ھ میں مکہ مکرمہ میں وزارت تعلیم کے منیجر شیخ شیخ محمد بن مانع کی سر پرستی میں ایک کمیٹی تشکیل پائی تا کہ حرمین شریفین کی تاریخ پر لکھی گئی اہم غیر مطبوعہ کتب کے مخطوطات پر کام کر کے انہیں جدید انداز میں شائع کیا جائے، اس کمیٹی کے ارکان یہ ہیں: شیخ محمد حسین نصیف (۹۶)، محقق وادیب رشدی صالح ملحس (۹۷)، حرم مکی لائبریری کے انچارج ومجلس شوریٰ کے رکن سلیمان صنیع، شیخ عبدالوھاب دہلوی کمیٹی کے خازن، شیخ عمر عبدالجبار (۹۸)، عبدالقدوس انصاری، عبداللہ عبدالجبار (۹۹)، محمد سعید عامودی کمیٹی کے سیکرٹری جنرل۔

شیخ محمد حسین نصیف اور دیگر اراکین کی رائے سے شیخ عبداللہ مرداد کی کتاب ''نشر النور'' کو بھی طباعت کے لئے منتخب کر لیا گیا، اس کتاب کا واحد قلمی نسخہ بخط مصنف مکہ مکرمہ کے معروف عالم ومحقق شیخ عبدالوھاب دہلوی جن کا گھر جبل صفا کے قریب واقع تھا، کے ذاتی ذخیرہ کتب میں موجود تھا، شیخ عبدالوھاب نے یہ مخطوط کمیٹی کے حوالے کیا، جس پر حرم مکی لائبریری کے محافظ شیخ عبدالرحمٰن معلّمی کی نگرانی میں اسے نقل کیا گیا، پھر شیخ محمد حسین نصیف اور شیخ سلیمان صنیع وغیرہ نے اس منصوبہ پر غور وخوض کیا اور بالآخر اس پر اتفاق ہوا کہ اس کتاب کا مخطوط من وعن شائع کرنے کی بجائے اس کا خلاصہ تیار کر کے اسے شائع کیا جائے۔

چنانچہ ۱۳۷۱ھ میں محمد سعید عامودی واحمد علی نے مل کر اس کتاب پر کام شروع کیا جو سات برس میں مکمل ہوا، یہ دونوں قلم کار اپنے مخصوص نظریات کے تناظر میں اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے ایسا مواد جو غیر مفید یا تکرار پر مبنی تھا، نیز اس میں درج ایسی حکایات واقوال جو بلا سند تھے اور اس میں موجود بکثرت مواد جو مبالغہ آمیز تھا، سب نکال دیا ہے اور پھر ہم نے اس کتاب کو نئے سرے سے مرتب کیا، اس پر تحقیق کی، حواشی لکھے اور ارقام درج کئے۔ (۱۰۰)

نشر النور پر ابھی کام جاری تھا کہ شیخ نصیف، شیخ صنیع اور شیخ دہلوی اس دنیا سے چل بسے اور یہ کام رک گیا، تا آنکہ ایک روز رابطہ عالم اسلامی کی لائبریری واقع مکہ مکرمہ میں اس موضوع پر ہماری گفتگو شیخ محمد سرور صبان (۱۰۱) سے ہوئی تو انہوں نے ہمیں اس پر کام جاری رکھنے کا حکم دیا اور اس کی طباعت میں تعاون کا یقین دلایا، چنانچہ ہم نے اسے مکمل کیا، پھر اس پر مؤرخ ومحقق شیخ عبدالقدوس انصاری نے تقدیم لکھی اور ۱۳۹۸ھ میں اس کا پہلا ایڈیشن طائف میں واقع ادبی کلب ''نادی الطائف الادبی'' کی طرف سے شائع ہوا، یہ کلب امیر فیصل بن شاہ فہد بن عبدالعزیز ال سعود کی سر پرستی وتعاون سے ادبی خدمات کے لئے قائم ہے۔ (۱۰۲)

اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں استاذ سید محسن احمد باروم نے اپنے اشاعتی ادارہ عالم

المعرفہ جدہ کی طرف سے شائع کیا جو اس وقت راقم السطور کے پیش نظر ہے، نشرالنور کا یہ اختصار تقدیم و اشاریہ سمیت کل ۶۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور کمپیوٹر کمپوزنگ، اعلیٰ کاغذ و جلد سے آراستہ ہے، پوری کتاب میں جہاں کہیں دو نام ''عبدالرسول وعبدالنبی'' آئے کتاب کا اختصار کرنے والوں نے انہیں قوسین میں ''عبدرب الرسول وعبدرب النبی'' میں بدل دیا، اور جہاں جہاں یہ عبارت آئی کہ مکہ مکرمہ کے کسی عالم نے ''روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا'' اسے ''مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کیا'' میں قوسین کا سہارا لے کر بدل دیا گیا۔

علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمہم اللہ تعالیٰ دونوں علماء مکہ مکرمہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، اکابر علماء کی بڑی تعداد نے ان سے تعلیم پائی، لیکن حیرت ہے کہ نشرالنور کے اختصار میں ان کے حالات زندگی درج نہیں جب کہ اس کے مصنف نے ان علماء کا زمانہ پایا اور نشرالنور کی تصنیف کے دوران علامہ سید احمد زینی دحلان کی ایک کتاب سے استفادہ کیا اور ان کے دو بھتیجوں علامہ سید حسین دحلان (پ۔۱۲۹۴ھ) وعلامہ سید عبداللہ دحلان (پ ۱۲۸۸ھ) کے حالات شامل کتاب کئے، جب کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمہ نہ صرف مصنف بلکہ ان کے بھائی شیخ محمد سعید ابوالخیر اور والد شیخ احمد ابوالخیر مرداد تینوں کے استاد ہیں، پھر اندریں صورت حال کہ کتاب میں ان دونوں جلیل القدر علماء کے متعدد شاگردوں کے حالات موجود ہیں اس بنا پر علامہ زینی دحلان اور مولانا کیرانوی کا نام اس مطبوعہ اختصار میں بالترتیب ۶۳ اور ۱۷ مقامات پر مذکور ہے، جب تک نشرالنور کے اصل مخطوط بخط مصنف سے آگاہی نہ ہو اس ضمن میں حتمی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ مصنف نے ان دونوں علماء کے حالات شامل کتاب ہی نہیں کئے یا یہ کہ انہیں کتاب شائع کرنے والی کمیٹی کے اراکین نے حذف کر دیا، لیکن ایک بات واضح ہے اور وہ یہ کہ علامہ زینی دحلان، مولانا کیرانوی اور شیخ عبداللہ مرداد عقیدہ وفکر کے اعتبار سے آپس میں یگانگت رکھتے ہیں اور اس پر ان کی اپنی تحریریں شاہد ہیں۔

نظم الدرر فی اختصار نشرالنور والزهر

نشرالنور کا پہلا اختصار مکہ مکرمہ کے ایک عالم ومؤرخ شیخ عبداللہ غازی نے ''نظم الدرر فی اختصار نشرالنور والزهر'' کے نام سے تنہا تیار کیا تھا (۱۰۳)، جس پر مکہ مکرمہ وحجاز کے علمی حلقے نیز مذکورہ کمیٹی کے اراکین بخوبی آگاہ تھے لیکن انہوں نے اس کی اشاعت کی بجائے سالہا سال کی ''محنت'' سے محمد سعید عامودی واحمد علی سے اس اہم کتاب کا دوسرا اختصار تیار کرا کے اسے شائع کیا۔

نشرالدرر فی تذییل الدرر

شیخ عبداللہ غازی نے ایک اور کتاب ''نشرالدرر فی تذییل الدرر'' کے نام سے تصنیف کی

جس میں ان علماء مکہ مکرمہ کے حالات درج کئے جو شیخ عبداللہ مرداد کی کتاب میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے، محمد علی مغربی نشر الدرر کے مخطوط کے مطالعہ کے بعد لکھتے ہیں کہ شیخ عبداللہ غازی نے اس کتاب میں زیادہ تر تیرھویں و چودھویں صدی ہجری نیز ہم عصر علماء مکہ مکرمہ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ (۱۰۴)

نشر النور کا اصل مخطوط مفقود الخبر قرار دیا جا چکا ہے اور اس کا کوئی دوسرا قلمی نسخہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا، **نظم الدرر** اور **نشر الدرر** بلکہ شیخ عبداللہ غازی کی جملہ تصانیف ابھی تک شائع نہیں ہوئیں اور ان کے مخطوطات یا ان کی فوٹو سٹیٹ کاپی، شیخ عبدالوھاب دہلوی، شیخ محمد حسین نصیف، محمد علی مغربی اور ڈاکٹر عبدالوھاب ابوسلیمان کے ذاتی کتب خانوں میں موجود ہیں۔

علّامہ عبداللّٰہ بن محمد غازی مکی (متوفی ۱۳۶۵ھ)

نظم الدرر اور **نشر الدرر** کے مصنف شیخ عبداللہ غازی کے والدین ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے جہاں ۱۲۹۱ھ میں ان کی ولادت ہوئی (۱۰۵)، جب کہ دوسرے قول کے مطابق آپ ہندوستان میں پیدا ہوئے اور جب آپ کے والدین مکہ مکرمہ پہنچے تو شیخ عبداللہ کی عمر سات برس تھی، قرآن مجید حفظ کیا اور مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھائی جب کہ آپ کی عمر بارہ برس تھی، پھر مدرسہ صولتیہ میں داخلہ لیا جہاں شیخ عبدالسبحان بن شیخ خادم علی (۱۰۶)، شیخ حضرت نور افغانی (۱۰۷)، شیخ تفضّل الحق خیاط مرشد آبادی (۱۰۸) اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے پڑھا (۱۰۹)، حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ کے دست اقدس پر بیعت کی، شیخ عبداللہ غازی نے مکہ مکرمہ حاضر ہونے والے عالم اسلام کے متعدد اکابر علماء و مشائخ سے علوم اخذ کئے، الدلیل المشیر میں آپ کے تیس سے زائد اساتذہ و مشائخ کے نام دیئے گئے ہیں ان میں محدث شام سید محمد بدرالدین حسنی دمشقی (۱۱۰)، سید بہاء الدین بن علامہ سید داؤد نقشبندی بغدادی، شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی (۱۱۱)، علامہ سید محمد عبدالحی کتانی (۱۱۲)، شیخ عمر حمدان (۱۱۳) اور علامہ محمد بن عبدالرحمٰن سہارنپوری شامل ہیں، شیخ عبداللہ غازی نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی اور عمر بھر تصنیف و تالیف سے وابستہ رہے، مزید تصانیف کے نام یہ ہیں:

افادة الانام بذکر اخبار بلدالله الحرام، سات جلدوں میں، اس کا مخطوط بخط مصنف شیخ محمد حسین نصیف کے ذخیرہ کتب میں موجود ہے، محمد علی مغربی نے اس کتاب کا تفصیلی تعارف اور اس کے طویل اقتباسات اپنی کتاب میں دیئے ہیں۔

۱۔مجموع الاذکار من احادیث النبی المختار

۲۔کشف ما یجب من احتراز اللھو واللعب

۳۔بیان الفرائض شرح بدیع الفرائض

۴۔فتح القوی فی ذکر اسانیدالسید حسین حبشی علوی(۱۲۵۸ھ۔۱۳۳۰ھ)

۵۔ **تنشیط الفؤاد من تذکار الاسناد او ارشاد العباد الی طریق الاسناد**،۲جلد

شیخ عبداللہ غازی نے ۵/شعبان ۱۳۶۵ھ کو وفات پائی اور شیخ ابی بکر بن سالم البار (۱۱۴) نے حرم مکی میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔(۱۱۵)

نَشْرُ النُّوْرِ والزَّہر پر ایک نظر

کتاب کا مکمل نام جو مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے وہ یہ ہے "**نشر النور والزهر في تراجم افاضل مكة من القرن العاشر الى القرن الرابع عشر**" اور دوسرا نام "**الدر الفاخر المكنون في تراجم افاضل الخمس القرون**" تاہم کتاب پہلے نام سے معروف ہوئی، فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ شیخ عبداللہ مرداد علیہ الرحمہ کی یہ عظیم تصنیف متعدد وجوہات کی بنا پر بڑی اہمیت کی حامل ہے، جن میں سے چھ یہ ہیں:

۱۔اس کی سب سے بڑی اہمیت تو یہی ہے جو سابقہ سطور میں آچکی کہ یہ چودہ صدیوں میں علماء مکہ مکرمہ کے حالات پر لکھی گئی تمام کتب میں علامہ فاسی کی "**العقد الثمين**" کے بعد دوسری اہم کتاب ہے۔

۲۔ ماضی میں پاک و ہند اور بنگلہ دیش سے جو علماء و مشائخ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ جا بسے، ہمارے یہاں برصغیر میں لکھی گئی کتب میں ان کے حالات بہت ہی کم یا سرے سے موجود ہی نہیں، شیخ عبداللہ مرداد نے ان علماء کے حالات نہ صرف حجاز کے باشندوں سے جمع کئے نیز اس کے لئے عرب دنیا میں لکھی گئی کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ کو کھنگالا بلکہ برصغیر میں اس موضوع پر لکھی گئی دو کتب غلام علی آزاد بلگرامی (م۔۱۲۰۰ھ/ ۶۔۱۷۸۵ء) کی "**سبحة المرجان في آثار هندوستان**" اور مولانا عبدالحی فرنگی محلی (م۔۱۳۰۴ھ) کی "**الفوائد البهية في تراجم الحنفية**" سے بھی استفادہ کیا، **نشر النور** کے مطبوعہ اختصار میں ایسے متعدد علماء کے حالات درج ہیں جو برصغیر سے ہجرت کر گئے، ان کے اسماء گرامی کی ایک سرسری فہرست یہ ہے:

- شیخ احمد بن ضیاء الدین بنگالی (مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد)
- شیخ احمد حکیم ہندی حنفی (م۔۱۳۰۲ھ)
- شیخ احمد عطار (پ۔۱۲۸۰ھ)
- شیخ احمد معصوم حیدر آبادی (۱۰۲۷ھ۔۱۰۸۶ھ)
- شیخ محمد اسحاق دھلوی (۱۱۹۷ھ۔۱۲۶۲ھ)

- حاجی شیخ امداداللہ ہندی (۱۲۳۰ھ۔۱۳۱۷ھ)
- شیخ جان سلیمانی نقشبندی (م۔۱۲۶۷ھ)
- حافظ عبداللہ بن شیخ حسین (م۔۱۳۱۰ھ)
- شیخ حسن عرب سندھی (م۔۱۳۱۶ھ)
- شیخ کاظم کرم گنجی (پ۔۱۲۷۴ھ)
- شیخ حسن مدراسی (م۔۱۲۸۵ھ)
- شیخ حمودۃ بن عطیہ سندھی (م۔۱۲۶۷ھ)
- علامہ حمیدالدین بن عبداللہ سندھی (م۔۱۰۰۹ھ)
- شیخہ خدیجہ بنت شیخ اسحاق دھلوی (۱۲۳۰ھ۔۱۳۱۰ھ)
- شیخ رحمت اللہ سندھی (۹۳۰ھ۔۹۹۳ھ)
- شیخ شمس الدین بن (وزیر) آصف خاں (م۔۹۸۶ھ)
- شیخ صدیق سندھی (م۔۱۳۲۲ھ)
- شیخ صلاح بن عطیہ سندھی (م۔۱۲۸۶ھ)
- شیخ صنع اللہ ہندی (م۔۱۲۳۷ھ)
- شیخ عبدالحق الہٰ آبادی (۱۲۵۲ھ۔۱۳۳۳ھ)
- شیخ عبدالحمید بخش (مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد)
- شیخ عبدالحمید بن عبداللہ بن ابراہیم فاروقی سندھی (م۔۱۰۰۹ھ)
- شیخ عبدالرحمٰن مفتی (م۔۱۱۲۲ھ)
- شیخ عبدالرحمٰن محدث (م۔۱۱۳۳ھ)
- شیخ عبدالکریم قاضی خان احمد آبادی (۹۶۱ھ۔۱۰۱۴ھ)
- شیخ عبدالکریم بن خضر (م۔۱۱۴۳ھ)
- شیخ عبداللطیف عطیہ بن عبداللہ بن حمود بن عطیہ (۱۲۷۹ھ۔۱۳۲۰ھ)
- شیخ عبداللہ بن اسعد سندھی (م۔۹۸۴ھ)
- شیخ عبداللہ عبدالشکور (م۔۱۲۵۷ھ)

- شیخ عبداللہ فروغ مفتی مکہ (م۔۱۰۹۰ھ)
- شیخ عبداللہ ہندی (م۔۱۲۶۰ھ)
- شیخ عبدالملک بن عبداللہ بن عبدالشکور (م۔۱۲۶۰ھ)
- شیخ عبدالوھاب بن عبدالغنی فتنی (م۔۱۱۱۷ھ)
- شیخ علاءالدین میر خواجہ حسینی (م۔۹۸۵ھ)
- شیخ علی بن عبداللہ بن عبدالشکور (م۔۱۲۶۰ھ)
- شیخ قطب الدین دہلوی (م۔۱۲۸۹ھ)
- شیخ محبّ الدین پشاوری (پ۔۱۲۶۸ھ)
- شیخ محمد بن عبداللہ بن عبدالشکور (م۔۱۲۷۰ھ)
- شیخ محمد مراد بنگالی (۱۲۸۰ھ)
- شیخ سید یحییٰ بن احمد زکریا بہاری (م۔۱۰۹۰ھ)
- شیخ سید یحییٰ بن سید احمد معصوم نظام الدین حسینی (۱۰۴۸ھ۔۱۰۹۲ھ)
- شیخ یعقوب دہلوی (م۔۱۲۸۳ھ)
- شیخ یوسف بنگالی (مدرس مدرسہ صولتیہ)

۳۔اس کتاب میں ''**رساله فی الطریقة النقشبندیه**'' کے مصنف شیخ محمود شکری حنفی نقشبندی المعروف کتب خانہ (۱۲۳۳ھ۔۱۳۰۴ھ) نیز ''**رساله فی دفع المطاعن عن الشیخ احمد فاروقی سرهندی نقشبندی و مریدیه**'' کے مصنف شیخ عبداللہ عتاقی زادہ (پ۱۰۴۵ھ) کے حالات درج ہیں۔

۴۔ فاضل بریلوی کے عرب اساتذہ کے حالات زندگی اس سے قبل دست یاب نہیں ہو رہے تھے، اس کتاب میں آپ کے دو اساتذہ علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی (م۔۱۳۰۵ھ) اور شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی مکی کے حالات موجود ہیں۔

۵۔ پاک و ہند میں قائم علمی ادارے اور عالمی یونیورسٹیوں میں ''رضویات'' پر کام کرنے والے محققین فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے عرب خلفاء کے احوال و آثار کے متلاشی تھے، اس کے صفحات پر آپ کے حسب ذیل سات خلفاء کے حالات ہیں:

- شیخ احمد حضراوی (۱۲۵۲ھ۔۱۳۲۷ھ)

- شیخ اسعد دھان (م۔۱۳۳۸ھ)
- شیخ جمال بن محمد الامیر بن حسین مالکی (۱۲۸۵ھ۔۱۳۴۹ھ)
- شیخ صالح کمال حنفی (۱۲۶۳ھ۔۱۳۳۲ھ)
- شیخ عبدالرحمٰن دھان (۱۲۸۳ھ۔۱۳۳۷ھ)
- شیخ عبداللہ دحلان (۱۲۸۸ھ۔۱۳۶۳ھ)
- شیخ ابوحسین محمد مرزوقی (۱۲۸۴ھ۔۱۳۶۵ھ)

۶۔اس کتاب نے جن ہاتھوں سے گزر کر طباعت کے مراحل طے کئے اس بنا پر مطبوعہ نسخہ میں مصنف کے مرشد فاضل بریلوی کا کسی بھی حوالے سے تفصیلی ذکر نہ ہونا تعجب کی بات نہیں، لیکن اس کے باوجود اس میں ایک مقام پر صرف ایک سطر میں آپ کا ذکر آ گیا ہے، جس سے مصنف اور فاضل بریلوی کے درمیان تعلق اور اس کی نوعیت بخوبی عیاں ہے، شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد لکھتے ہیں! ''شیخنا العلامہ احمد رضا خان بریلوی''، یعنی ہمارے شیخ علامہ احمد رضا خان بریلوی (۱۱۶) رحمہم اللہ تعالیٰ۔

نسب نامہ مرداد خاندان

محمد مرداد

محمد صالح

محمد (م۱۲۰۵ھ) عبدالرحمٰن (م۱۲۰۷ھ) سلیمان

عبدالمعطی (م۱۲۶۲ھ) عبداللہ (م۱۲۵۷ھ) محمد صالح (م۱۲۸۰ھ)

سلیمان (م۱۲۹۳ھ) عبدالملک محمود مصطفیٰ (م۱۲۶۴ھ) عبدالعزیز (م۱۲۷۵ھ) عبداللہ (م ۱۲۷۱ھ)

محمد علی (۱۲۹۴ھ) عبدالحفیظ عبداللہ عباس

امین صالح (م۱۳۴۲ھ) عبدالرحمٰن احمد ابوالخیر (م۱۳۳۵ھ)

محمد امین حسین یحییٰ عبداللہ محمد سعید ابوالخیر (م۱۳۵۳ھ) عبداللہ ابوالخیر (م۱۳۴۳ھ)

صدقہ ابوالخیر

یحییٰ حسین عبدالقادر محمد

حوالہ جات وحواشی

۱۔الملفوظ (۱۳۳۸ھ)، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مرتب مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، حصہ دوم، ص ۱۲۰

۲۔ایضاً، ص ۱۲۶

۳۔''فتاویٰ الحرمین بر جف ندوة المین'' نئی کتابت کے ساتھ مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کی، بعدازاں ترکی استنبول سے شیخ حسین حلمی ایشیق نے اس کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع کرا کے دنیا بھر میں مفت تقسیم کئے اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

۴۔حرمین شریفین میں جن عرب علماء کرام نے فاضل بریلوی سے اجازتیں حاصل کیں، مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان اسناد کو جمع کر کے کتابی صورت دی اور اس پر مفصل عربی مقدمہ لکھا جسے'' الاجازات المتینه لعلماء بکه والمدینة'' (۱۳۲۴ھ) کے تاریخی نام سے مکتبہ حامدیہ لاہور نے شائع کیا، اس کا تازہ ایڈیشن منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ لاہور نے شائع کر رکھا ہے۔

۵۔ملاحظہ ہو: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۲۰ وبعد

۶۔حرمین شریفین میں ایک ہی دور میں دو عظیم عالم'' ابوالحسن سندھی'' نام کے موجود تھے، دونوں میں تفریق کے لئے ایک شیخ ابوالحسن سندھی الصغیر (چھوٹے) اور دوسرے شیخ ابوالحسن سندھی الکبیر (بڑے) کہلائے۔

۷۔شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فتنی حنفی (م۔۱۱۶۲ھ) مکہ مکرمہ کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ سے بکثرت علماء نے کسب فیض کیا، ان میں شیخ طاہر سنبل، شیخ محمد بن صالح مرداد، شیخ الاسلام عبدالملک قلعی اور شیخ مصطفیٰ رحمتی رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں، شیخ عبدالرحمٰن فتنی اور آپ کی نسل میں سے امام حرم شیخ عبدالملک فتنی (۱۲۵۵ھ۔۱۳۳۲ھ) بن شیخ عبدالوھاب بن صالح بن عید بن شیخ عبدالرحمٰن کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

المختصر من کتاب نشرالنور والزهر فی تراجم افاضل مکه، شیخ عبداللہ مرداد، اختصار وترتیب: محمد سعید عامودی واحمد علی، ناشر عالم المعرفہ جدہ، طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ص ۲۴۹، ۳۲۷

۸۔نشر النور، ص ۴۹۰۔۴۹۱

۹۔ایضاً، ص ۱۸۲۔۱۸۳

۱۰۔شریف سرور بن مساعد ۱۱۹۵ھ سے اپنی وفات ۱۲۰۲ھ تک امیر رہے۔(نشر النور حاشیہ ص ۲۵۵)

۱۱۔شیخ احمد شمس ۱۱۶۱ھ سے ۱۱۶۵ھ اپنی وفات تک شیخ الخطباء رہے، فضائل زمزم اور مناسک پر آپ کی مؤلفات موجود ہیں، آپ کی اولاد میں سے شیخ محمد اور شیخ عثمان مسجد الحرام کے امام وخطیب ہوئے (نشر النور، ص۹۲۔۹۳)

۱۲۔شریف عبداللہ پاشا بن محمد ولی ۱۲۷۴ھ میں اپنے والد کی وفات پر امیر مکہ بنے جس پر اپنی وفات ۱۲۹۴ھ تک متمکن رہے۔(نشر النور، حاشیہ ص۲۵۶)

۱۳۔شریف عبدالمطلب تین بار امیر مکہ رہے، ۱۲۴۳ھ میں پانچ ماہ، دوسری بار ۱۲۶۷ھ سے ۱۲۷۲ھ اور تیسری بار ۱۲۹۷ھ سے ۱۲۹۹ھ تک۔(نشر النور، حاشیہ ص۲۵۶)

۱۴۔علامہ سید حسین بن صالح جمل اللیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ فاضل بریلوی کے استاد ہیں، آپ کے حالات حسب ذیل کتب میں دیئے گئے ہیں:

۱۔نشر النور، ص۱۷۷

۲۔الامرة القرشیه اعیان مکة المحمیه، ابوھشام عبداللہ عباس بن صدیق، مکتبہ تھامہ جدہ، طبع اول

۳۔الشجرة الزکیه فی الانساب و سیر آل بیت النبوة، ابوسہل یوسف بن عبداللہ جمل اللیل، دارالحارثی للطباعۃ والنشر پوسٹ بکس نمبر ۱۲۸۱ طائف، طبع اول ۱۴۱۴ھ، ص۱۶۵

۱۵۔نشر النور، ص۲۵۵۔۲۵۶

۱۶۔ایضاً، ص۳۲۱

۱۷۔شیخ عبدالملک قلعی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مسجد الحرام کے امام وخطیب نیز مفتی مکہ مکرمہ تھے، آپ ۳۷ برس اس منصب پر تعینات رہے، قبل ازیں آپ کے والد اور دادا بھی اس پر فائز رہ چکے تھے، آپ نے متعدد کتب تصنیف کیں، چند کے نام یہ ہیں: (۱) شرح الاجرومیه، (۲) حل الرمز شرح کنز الدقائق، (۳) فتاوی تین جلدوں میں، شیخ عبدالملک قلعی نے ۱۲۲۸ھ میں وفات پائی۔(نشر النور، ص۳۲۹۔۳۳۰)

۱۸۔نشر النور، ص۳۲۴۔۳۲۵

۱۹۔ایضاً، ص۵۰۰

۲۰۔ولی کامل سید محمد یاسین حسنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے علاوہ فقیہ مکہ شیخ طاہر سنبل رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۲۱۸ھ)، شیخ عثمان شامی، مفتی عبدالملک قلعی (م۔۱۲۲۸ھ)، شیخ مصطفیٰ رحمتی، سید احمد جمل اللیل اور علامہ محدث محمد صالح فلانی عمری مدنی سے تعلیم حاصل کی، امیر مکہ نے عارف باللہ سید محمد یاسین کو مفتی احناف کا منصب پیش کیا جسے آپ نے قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کے بھتیجے

سید عبداللہ بن ابراہیم میر غنی کے سپرد کیا گیا، سید محمد یاسین نے ۱۲۵۱ھ یا ۱۲۵۵ھ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں اپنے خاندان کے مخصوص احاطہ میں جو کہ طبری خاندان کے احاطہ سے قریب ہے، دفن ہوئے، آپ کی متعدد تصانیف ہیں ان میں، **شرح علیٰ منسک ملتقی الابحر، شرح علی الجوھر المکنون فی الثلاثہ فنون للعلامۃ الاخضری** اور **شرح علی النقایۃ للحافظ السیوطی** شامل ہیں۔ (نشر النور، ص۴۹۲۔۴۹۳ ملخصاً)

۲۱۔ شیخ عبدالرحمٰن جمال الکبیر (م۔۱۲۴۹ھ) مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، سید محمد تونسی و دیگر علماء سے تعلیم حاصل کی، شریف غالب امیر مکہ کے دور میں قاضی جدہ رہے، شیخ عبداللہ مرداد کی شادی آپ کی دختر سے ہوئی اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد آپ کے نواسے ہیں۔ (نشر النور، ص۲۴۰)

۲۲۔ نشر النور، ص۳۲۰

۲۳۔ شیخ محمد بن جی رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، شیخ طاہر سنبل، شیخ عبدالحفیظ عجیمی (م۔۱۲۴۵ھ) وعلامہ شیخ عبدالملک قلعی وغیرہ اکابر علماء کرام کے ہاں تعلیم پائی، مسجد الحرام میں مدرس رہے اور ۱۲۵۰ھ میں وفات پائی (نشر النور، ص۴۱۶۔۴۱۷)

۲۴۔ شیخ عبدالرحمٰن جمال رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۲۹۰ھ) حنفی عالم وفقیہ تھے، حرم مکی میں مدرس رہے، آپ کے اساتذہ میں مفتی احناف شیخ کتبی اور علامہ سید احمد دحلان رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۴ھ) بھی شامل ہیں، آپ سے اکابر علماء مکہ نے پڑھا، ان میں شیخ محمد علی مرداد، شیخ احمد بیت المال اور شیخ احمد ابوالخیر مرداد اہم ہیں۔ (نشر النور، ص۲۴۰۔۲۴۱)

۲۵۔ مفتی سید احمد میر غنی رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے، دیگر اساتذہ کے علاوہ شیخ محمد مراد بنگالی رحمتہ اللہ علیہ سے علم حدیث، تصوف اور فقہ پڑھی، ۱۲۹۸ھ میں شریف عبدالمطلب امیر مکہ نے مفتی سید احمد میر غنی کو مفتی احناف کا منصب پیش کیا تو آپ نے اس شرط کے ساتھ قبول کیا کہ میں سرکاری مجالس میں حاضر ہونے کی پابندی نہیں کروں گا۔ (نشر النور، ص۱۱۸۔۱۱۹)

۲۶۔ شیخ عبدالقادر خوقیر حنفی کے تلامذہ میں شیخ صالح کمال حنفی (م۔۱۳۳۲ھ)، شیخ عبدالقادر صابر (م۔۱۳۲۳ھ) اور شیخ عبداللہ زبیر حنفی (م۔۱۳۲۲ھ) شامل ہیں۔ (نشر النور، ص۵۷۲)

انہی شیخ عبدالقادر خوقیر کے پوتے شیخ ابوبکر (۱۲۸۴ھ۔۱۳۴۹ھ) بن شیخ محمد عارف امام مسجد الحرام بن علامہ عبدالقادر خوقیر کتبی نے حجاز مقدس کے ہاشمی عہد میں مکہ مکرمہ میں کھلے عام وھابیت کی دعوت دینا شروع کی، اس سلسلے میں وہ ہندوستانی وھابیہ سے حصول مدد کے لئے ۱۳۱۳ھ میں ہندوستان آئے، مکہ مکرمہ میں شیخ ابوبکر خوقیر کی ان سرگرمیوں کی بنا پر شاہ حجاز حسین بن علی نے ۱۳۳۹ھ میں انہیں جیل میں ڈال دیا، جب حجاز پر آل سعود خاندان کی حکمرانی قائم ہوئی تو ۱۳۴۳ھ میں شاہ عبدالعزیز ال سعود نے

انہیں رہا کیا۔(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:سیر و تراجم،عمر عبدالجبار،ص۲۲۔۲۴)

۲۷۔ شیخ احمد امین بیت المال(م۔۱۳۲۳ھ) کے دیگر اساتذہ میں شیخ محمد سعید بشارۃ(م۔۱۲۸۲ھ)، شیخ جمال مفتی(م۔۱۲۸۴ھ) اور علامہ سید احمد دحلان شامل ہیں، شیخ احمد امین نے چند کتب بھی تصنیف کیں۔(سیر و تراجم،ص۶۴، نشر النور،ص۱۰۳)

۲۸۔سید ابراہیم میر غنی(۱۲۳۵ھ۔۱۳۰۲ھ) نے قرآن مجید حفظ کیا،اپنے والد کے علاوہ اپنے چچا سید محمد عثمان میر غنی(م۔۱۲۶۸ھ) سے بھی علوم اخذ کئے،سید ابراہیم میر غنی رحمتہ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں وفات پائی اور قبرستان المعلیٰ میں مختص خاندان میر غنی کے احاطہ میں دفن ہوئے۔(نشر النور،ص۶۰)

۲۹۔مفتی سید عبداللہ بن محمد بن سید عبداللہ محجوب میر غنی حنفی مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے،جن اکابر علماء کرام کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں آپ کے چچا سید محمد یاسین میر غنی، ولی کامل شیخ عمر عبدالرسول(۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۷ھ)،مفتی شیخ عبدالحفیظ عجیمی اہم ہیں،مفتی سید عبداللہ اپنے استاد شیخ عبدالحفیظ عجیمی حنفی کی وفات پر۱۲۴۵ھ میں ان کی جگہ ''مفتی مکہ'' ہوئے اور اپنی وفات ۱۲۷۳ھ تک اس پر تعینات رہے، آپ نے دو عالم وفاضل فرزند یادگار چھوڑے، علامہ سید ابراہیم میر غنی اور مفتی سید احمد میر غنی۔(نشر النور،ص۳۲۲۔۳۲۳)

۳۰۔ان ایام میں خلافت عثمانیہ کی طرف سے حسیب پاشا گورنر حجاز تھے،جو۱۲۶۴ھ کو گورنر ہوئے اور۱۲۶۶ھ میں معزول کئے گئے۔(نشر النور،حاشیہ ص۳۲۲)

۳۱۔مفتی سید محمد حسین کتبی حنفی ۱۲۵۵ھ میں اپنے وطن سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ پہنچے،آپ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں،مفتی سید محمد حسین کتبی ۱۲۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۸۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی،آپ ایک سال تک ''مفتی مکہ'' رہے بعدازاں استنبول سے خلیفہ عثمانی کے حکم پر مفتی سید عبداللہ میر غنی پھر سے اس منصب پر بحال کئے گئے اور اپنی وفات تک اس پر موجود رہے،سید محمد کتبی کی متعدد تصنیفات ہیں جن میں ''حاشیہ علی شرح العینی علی الکنز'' وغیرہ کتب شامل ہیں۔(اھل الحجاز بعبقھم التاریخی،حسن عبدالحی قزاز مکی(پ۔۱۳۳۸ھ) طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطبع موسسۃ المدینۃ للصحافۃ جدہ،ص۳۱۸)

۳۲۔علامہ سید محمد عثمان بن عبداللہ بن سید محمد ابی بکر میر غنی ۱۲۰۸ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۶۸ھ میں طائف میں وفات پا کر مکہ مکرمہ میں سپرد خاک ہوئے،آپ کے اساتذہ میں آپ کے چچا سید یاسین میر غنی وغیرہ اکابر مشائخ شامل ہیں،سید محمد عثمان مکہ مکرمہ میں تصوف وصوفیاء کے سلسلہ میر غنیّہ کے شیخ طریقت تھے، جب ولی کامل علامہ سید احمد بن ادریس رحمتہ اللہ علیہ مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو انہوں نے سلسلہ شاذلیہ میں بھی سید محمد عثمان میر غنی کو اجازت عطا فرمائی،آپ کی متعدد تصانیف ہیں ان میں اوراد واذکار پر

ایک کتاب اور ''شرح منظومة البیقونیه فی مصطلح الحدیث'' وغیرہ شامل ہیں۔(نشر النور، ص۴۹۲)

۳۳۔ نشر النور، ص۳۱۹۔۳۲۱

۳۴۔ایضاً ص۲۶۰۔۲۶۱

۳۵۔علامہ ابوحفص عمر بن عبدالکریم بن عبدالرسول رحمہم اللہ تعالیٰ، خاتم المحققین تھے، آپ کے مناقب پر آپ کے ایک شاگرد شیخ ابوبکر زرعہ (م۔۱۲۶۲ھ) نے ایک کتاب لکھی، شیخ عمر ۱۱۸۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور حرمین شریفین حاضر ہونے والے مصروشام کے بکثرت علماء سے فیض پایا، آپ نو برس مدینہ منورہ مقیم رہے اور وہاں کے فضلاء سے استفادہ کیا، آپ حرم مکی میں مدرس اور کچھ عرصہ قاضی مکہ رہے، آپ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کرتے تھے، علامہ عمر عبدالرسول نے ۲۱ر ربیع الاول ۱۲۴۷ھ کو وصال فرمایا اور طبعی عمر میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پائی، مسجد الحرام میں علامہ سید یاسین میرغنی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور المعلی میں سادات باعلوی کے احاطہ میں قبر بنی، آپ کے شاگردوں میں حمزہ عاشور، شیخ العلماء شیخ عبداللہ سراج (پ۔۱۲۰۰ھ)، علامہ سید محمد سنوسی مالکی مراکشی مکی (م۔۱۲۷۶ھ)، مفتی سید عبداللہ میرغنی، مفتی شافعیہ مکہ محمد حبشی (م۔۱۲۸۱ھ)، شیخ محمد خضر بصری مکی شافعی (م۔۱۲۶۰ھ تقریباً)، شیخ صدیق کمال حنفی مکی (م۔۱۲۸۴ھ)، شیخ جمال حنفی مکی (م۔۱۲۸۴ھ) اور استنبول میں خلافت عثمانیہ کے شیخ الاسلام شیخ احمد عارف بیگ نیز محدث ہند ارتضیٰ علی عمری صوفی وغیرہ شامل ہیں۔(نشر النور، ص۳۷۸۔۳۸۰)

۳۶۔شیخ عبدالحفیظ عجیمی حنفی مکہ مکرمہ کے ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے جو علم وفضل میں ممتاز تھا، آپ کے دادا مسند حجاز شیخ حسن عجیمی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۱۱۳ھ) مکہ مکرمہ کے کثیر التصانیف علماء میں سے ہیں، جن میں متعدد کتب تصوف اور صوفیاء پر ہیں، شیخ عبدالحفیظ عجیمی ۱۲۲۱ھ میں قاضی مکہ بنے پھر مفتی بنائے گئے، آپ کی چند تصانیف ہیں جن پر معاصر علماء مکہ مکرمہ نے تقاریظ لکھیں، آپ نے ۲ر ربیع الاوّل ۱۲۴۶ھ یا ۱۲۴۵ھ میں وفات پائی، اس موقع پر مفتی سید عبداللہ میرغنی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا! آج فقہ، ابوحنیفہ صغیر کے ساتھ دفن ہوگئی۔(نشر النور، ص۲۳۱۔۲۳۲)

۳۷۔شریف یحییٰ بن سرور بن مساعد ۱۲۲۸ھ سے ۱۲۴۲ھ تک امیر مکہ رہے۔(نشر النور، حاشیہ ص۴۹۰)

۳۸۔ نشر النور، ص۴۸۹۔۴۹۰

۳۹۔ایضاً ص۲۵۶

۴۰۔شیخ جمال (م۔۱۲۸۴ھ) بن عبداللہ بن شیخ عمر حنفی، محدث، مفسر، فقیہ، عالم باعمل تھے، آپ

اپنے دور کے بے نظیر فقیہ تھے، اپنے استاد شیخ عبداللہ سراج کی وفات کے بعد ان کی جگہ ''شیخ العلماء مکه'' مقرر ہوئے، بعدازاں ''مفتی ٔ احناف'' کا منصب بھی آپ کے سپرد ہوا، آپ نے یہ دونوں ذمہ داریاں احسن طریقے سے نبھائیں، آپ کی وفات کے بعد علامہ سید احمد دحلان مکی مفتی شافعیہ (م۔۱۳۰۴ھ) کو ''شیخ العلماء'' اور شیخ عبدالرحمٰن سراج (م۔۱۳۱۴ھ) کو ''مفتی احناف'' بنایا گیا، جس روز شیخ جمال نے وفات پائی تو شہر مکہ مکرمہ کے تمام بازار بند ہو گئے اور امیر مکہ شریف عبداللہ سمیت خلق کثیر نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی، آپ کی تصانیف کے نام یہ ہیں:

۔فتاویٰ علیها العمل والمعمول ببلدالله الامین

۔الفتاویٰ الجمالیه

۔ رساله فی فضائل لیلة النصف من شعبان

۔ مناقب السادة البدرین

۔مناقب سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی الله عنهم

۔مناقب سیدنا خالد بن ولید رضی الله عنه (نشر النور، ص۱۶۱۔۱۶۲)

شیخ جمال حنفی رحمۃ اللہ علیہ، فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔(الملفوظ، ج۲، ص۱۳۷)

۴۱۔مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۸ھ) ہندوستان سے ہجرت کر کے ۱۲۷۰ھ میں مکہ مکرمہ پہنچے جہاں علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی قدردانی سے کام لیا اور آپ کو حرم مکی میں مدرس تعینات کیا، بعدازاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ۱۲۹۰ھ میں وہاں پر مدرسہ صولتیہ قائم کیا اور اس میں درس دینے لگے، آپ سے علماء مکہ کی کثیر تعداد نے مختلف علوم اسلامیہ حاصل کئے، مولانا کیرانوی کے مفصل حالات کے لئے ملاحظہ ہو:

۔اعلام الحجاز فی القرن الرابع عشر للهجرة، محمد علی مغربی، مطبع دارالبلاد جدہ، جلد دوم، ص۲۸۶۔۳۱۳

۔ماہنامہ المنهل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء۔جنوری ۱۹۸۹ء، ص۱۵۲۔۱۶۶، مضمون بعنوان ''المدرسة الصولتیه و جهاد قرن من الزمان'' از قلم مسعود سلیم رحمت اللہ۔

مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کے نظریات کی تردید میں لکھی گئی دو کتب مولانا عبدالسمیع میرٹھی (رام پور منہاراں۔میرٹھ، یوپی) کی ''انوار ساطعه'' کے دوسرے ایڈیشن اور مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''تقدیس الوکیل'' پر تقریظات لکھیں۔

۴۲۔علامہ سید عبداللہ بن علامہ سید محمد عبداللہ بخاری المشہور بہ کوجک حنفی اپنے وطن سے ہجرت کر

کے مکہ مکرمہ پہنچے، بعد ازاں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں پر علامہ محدث شیخ محمد عابد سندھی (م۔۱۲۵۲ھ) صاحب ''طوالع الانوار شرح الدر المختار'' (آٹھ جلدوں میں) کے حلقہ درس میں شامل ہوئے، پھر واپس مکہ مکرمہ آ کر مسجد الحرام میں درس دینا شروع کیا جہاں بہت سے اہل علم نے آپ سے استفادہ کیا، سید عبداللہ کوجک نے ۱۲۹۷ھ کو وفات پائی، آپ کے بیٹے سید حسن حرم مکی میں احناف کے امام تھے۔ (نشر النور، ص۳۱۶۔۳۱۷)

۴۳۔ نشر النور، ص۴۹۰

۴۴۔ شیخ حسن (م۔۱۳۱۰ھ) بن عبدالقادر طیب حنفی مکہ مکرمہ میں موجود احناف کے اکابر علماء میں سے تھے، آپ کے اساتذہ میں شیخ العلماء شیخ جمال مکی، سید محمد کتبی الکبیر اور عالم جلیل شیخ رحمت اللہ کیرانوی اہم ہیں، شیخ حسن طیب کی تصانیف میں شرح علی منظومة بدء الامالي، شرح علی الاجرومیه، شرح علی الرسالة الجامعة وغیرہ کتب شامل ہیں۔ (نشر النور، ص۱۶۶۔۱۶۷)

۴۵۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کی کتاب ''تقدیس الوکیل'' پر مولانا حضرت نور افغانی (وفات ۱۳۲۱ھ بمقام مکہ مکرمہ) مدرس اوّل مدرسہ صولتیہ کی تصدیق موجود ہے۔

۴۶۔ نشر النور، ص۱۳۴۔۱۳۵

۴۷۔ اهل الحجاز بعبقهم التاریخی، ص۲۶۶

۴۸۔ سیر و تراجم بعض علما ئنا فی القرن الرابع عشر للهجرة، عمر عبدالجبار، مکتبہ تہامہ پوسٹ بکس ۵۴۵۵ جدہ، طبع سوم ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء، ص۷۴۔۷۵

۴۹۔ نشر النور، مقدمہ ص۳۲

۵۰۔ ایضاً، ص۳۱۷

۵۱۔ ماہنامہ المنهل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص۱۶۴

۵۲۔ شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۴۹ھ۔۱۳۱۴ھ) فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں، آپ دوبار مفت احناف رہے، پہلی بار ۱۲۸۴ھ سے ۱۲۹۸ھ تک، تھوڑے ہی عرصہ بعد پھر یہ ذمہ داری سنبھالی اور ۱۳۱۰ھ تک اس کے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے، آپ کی تصانیف یہ ہیں، ضوء السراج علی جواب المحتاج فی الفتاویٰ (چار جلدوں میں)، مجموعه فی الفقه تشتمل علی غرائب المسائل، شیخ عبدالرحمٰن سراج حنفی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہوں:

۔ نشر النور، ص۲۴۳۔۲۴۴

۔ معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ، ج۵، ص۱۴۹۔۱۵۰

۔ هدیة العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی، ص۵۵۸

۔اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، ج ۳، ص ۲۳۸۔۲۷۲

''الــدولة الــمكيــه''، پر شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی کے بیٹے شیخ عبداللہ سراج مکی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۶۸ھ) کی تقریظ موجود ہے۔

۵۳۔نشر النور، ص ۲۴۴

۵۴۔ایضاً، ص ۶۰، ۱۶۱

۵۵۔شریف عون رفیق پاشا بن محمد بن عبدالمعین ۱۲۹۹ھ سے اپنی وفات ۱۳۲۳ھ تک امیر مکہ رہے۔(نشر النور، حاشیہ ص ۲۰۷)

۵۶۔مفتیٔ احناف شیخ عبداللہ بن عباس بن جعفر بن عباس بن محمد بن صدیق حنفی ۱۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے، ۱۳۱۱ھ میں مفتی احناف بنے اور اسی دوران ۱۳۲۵ھ میں دورہ یمن پر گئے اور وہاں کے شہر صنعاء میں وفات پائی، شیخ عبداللہ نیز ان کے والد ماجد شیخ عباس حنفی کے حالات نشر النور، ص ۳۰۴۔۳۰۵، ۲۲۸۔۲۲۹ پر دیئے گئے ہیں۔

۴ رصفر ۱۳۲۴ھ کو حرم مکی کے کتب خانہ میں فاضل بریلوی اور مفتیٔ احناف شیخ عبداللہ کے درمیان ملاقات ہوئی۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۳۷۔۱۳۸

۵۷۔ نشر النور، ص ۳۰۴

۵۸۔شیخ درویش بن حسن عجیمی حنفی مکی ۱۲۷۶ھ میں پیدا ہوئے، قرآن مجید حفظ کیا اور مسجد الحرام میں نماز تراویح پڑھائی، متعدد فضلاء مکہ سے علوم اخذ کئے، آپ کے دیگر اساتذہ میں شیخ عبدالقادر شمس (پ۔۱۲۵۵ھ)، سید البکری شطا شافعی مکی (م۔۱۳۱۰ھ) اور شیخ عبدالرحمٰن سراج شامل ہیں، شیخ درویش مسجد الحرام میں امام وخطیب اور مدرس رہے، آپ نے ۱۳۴۶ھ میں وفات پائی۔(نشر النور، ص ۱۹۴)

۵۹۔شیخ ابوالخیر حضرمی مکی مسجد الحرام میں مدرس اور شوافع کے امام رہے۔(نشــر الــنــور، ص ۳۴۶)

۶۰۔شیخ عبداللہ لبنی حنفی مکی مسجد الحرام میں مدرس تھے، آپ کے دیگر اساتذہ یہ ہیں، علامہ سید بکری شطا، شیخ محمد خیاط شافعی، نیز آپ کے بھائی شیخ جعفر لبنی (م۔۱۳۴۰ھ)، تکمیل تعلیم کے بعد شیخ عبداللہ لبنی حرم مکی میں مدرس رہے۔(نشر النور، ص ۳۱۷)

۶۱۔شیخ محمد مزمل حنفی (م۔۱۳۳۲ھ) حرم مکی میں فقہ کا درس دینے پر مامور تھے جسے وفات تک جاری رکھا۔(نشر النور، ص ۴۸۲)

۶۲۔علی حافظ (۱۳۲۷ھ۔۱۴۰۸ھ) مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم مدینہ منورہ کے اسکولوں میں حاصل کی، پھر مسجد نبوی شریف میں داخلہ لیا جو اس زمانے میں ایک یونیورسٹی کی حیثیت رکھتی

تھی اور یہاں سے علماء فارغ التحصیل ہوکر نکلتے تھے، کئی سال بعد وہاں سے معلم کا سر ٹیفکیٹ حاصل کیا، آپ عملی زندگی میں مدینہ منورہ میونسپلٹی کے چیئر مین رہے، اپنے بھائی عثمان حافظ کے ساتھ مل کر ۱۳۵۶ھ میں مدینہ منورہ سے پہلا روزنامہ اخبار ''المدینہ المنورہ'' کے نام سے جاری کیا جو بعدازاں جدہ منتقل کیا گیا اور وہاں سے اب تک شائع ہورہا ہے، علی حافظ نے نظم ونثر میں چند تصنیفات چھوڑیں، متعدد انعامات حاصل کئے، ۱۳۶۰ھ/ ۱۹۴۱ء میں شاہ عبدالعزیز ال سعود نے حجاز کے مختلف شہروں کی نمائندگی کرنے والے وفود کو ریاض آنے کی دعوت دی، اس پر مدینہ منورہ سے بارہ رکنی نمائندہ وفد ریاض گیا، علی حافظ اس کے رکن تھے۔(اعلام الحجاز، محمد علی مغربی، مطبع موسئسہ المدنی عباسیہ قاھرہ، جلد سوم، طبع اول ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء، ص ۴۰۰، نیز، فصول من تاریخ المدینہ المنورہ، علی حافظ ملخص اردو ترجمہ بنام ''ابواب تاریخ المدینة المنورة'' مترجم آل حسن صدیقی، مطبع شرکۃ المدینۃ المنورہ، للطباعۃ والنشر جدہ، طبع اول ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء، آخری صفحہ)

۶۳۔ابواب تاریخ المدینة المنورة، ص ۱۶۳

۶۴۔حسین عرب ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد الحرام سے تعلیم کا آغاز کیا، نظم ونثر میں متعدد تصانیف ہیں، ۱۹۶۱ء۔۱۹۶۳ء تک سعودی عرب کے وزیر حج واوقاف رہے۔(الحرکة الادبیة فی المملکة العربیة السعودیة، ڈاکٹر بکری شیخ امین، دارالعلم للملایین بیروت لبنان، طبع چہارم، ص ۲۱۱)

۶۵۔ماہنامہ المنہل جدہ، شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۴۶۔۴۸

۶۶۔سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۸ھ۔۱۳۹۱ھ) مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں نیز آپ کے جلیل القدر فرزند پروفیسر ڈاکٹر سید محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔سید علوی مالکی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو: اعلام الحجاز، ج ۲، ص ۲۷۴۔۲۸۴

۶۷۔اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۲۶۔۴۰

۶۸۔ اعلام الحجاز، ج ۳، ص ۳۵۰

۶۹۔شریف علی بن شریف عبداللہ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک امیر مکہ رہے۔(نشر النور، حاشیہ ص ۳۰۵)

۷۰۔غیوب خمسہ سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یعنی قیامت کب آئے گی، بارش کب برسے گی، حمل میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، موت کہاں آئے گی۔(سورۃ لقمان، پارہ ۲۱، آخری آیت)

۷۱۔الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۲۸۔۱۲۹

۷۲۔یادرہے کہ **الدولة المکیہ** کے مطبوعہ نسخہ پر اکسٹھ علماء کرام کی تقاریظ دی گئی ہیں اور ابھی بہت سے عرب علماء کرام کی کی تقاریظ غیر مطبوعہ صورت میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں موجود ہیں (**الدولة المکیہ**، طبع اول کراچی، صفحہ آخری)

۷۳۔ **الدولة المکیہ**، (عربی اردو) لاہور ایڈیشن، ص ۲۰۶۔۲۰۷

۷۴۔**حسام الحرمین**، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ لاہور، ص ۳۵۔۳۹

۷۵۔ **سیرو تراجم**، ص ۲۳۸

۷۶۔ماہنامہ **المنهل**، جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵

۷۷۔**سیرو تراجم**، ص ۲۳۸۔۲۳۹

۷۸۔**اهل الحجاز بعقهم التاریخی**، ص ۲۷۶

۷۹۔ نشر النور، حالات مصنف از قلم محمد سعید عامودی واحمد علی، ص ۳۱

۸۰۔نشر النور، ص ۳۰۴۔۳۰۵

۸۱۔**سیرو تراجم**، ص ۱۹۳۔۱۹۵

۸۲۔شیخ عرابی بن محمد صالح سجینی (۱۲۹۶ھ۔۱۳۷۹ھ) کے حالات کے لئے ملاحظہ ہوں: **سیروتراجم**، ص ۱۹۰۔۱۹۲، **اهل الحجاز بعبقهم التاریخی**، ص ۲۷۶۔۲۷۹، نیز **رجال من مکة المکرمه**، زہیر محمد جمیل کتبی مکہ (پ۔۱۳۷۵ھ)، مطبع دار الفنون للطباعة والنشر جدہ، طبع اول ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، جلد سوم، ص ۵۵

۸۳۔ شیخ محمد حامد جداوی رحمتہ اللہ علیہ مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور مسجد الحرام میں مدرس تھے۔ (ماہنامہ **المنهل**، جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵) حسام الحرمین پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔

۸۴۔الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۳۷

۸۵۔ماہنامہ **منار الاسلام**، ابوظہبی، شمارہ اکتوبر ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۶۔۱۱۳، ڈاکٹر رفیق مصری کا مضمون بعنوان "**کیف عالج الفقهاء مشکللة تدهور النقود**"

۸۶۔نشر النور، ص ۱۴۴

۸۷۔الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۳۸

۸۸۔ **الاجازات المتینه بعلماء بکه والمدینة**، (۱۳۲۴ھ)، مولانا احمد رضا خان بریلوی، منظمہ الدعوة الاسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ص ۴۹

۸۹۔محمد علی مغربی ۱۳۳۳ھ/ ۱۹۱۵ء کو جدہ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء میں وفات پائی، اخبار ''صوت الحجاز'' (سن اجراء ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۲ء) مکہ مکرمہ کے ایڈیٹر رہے، تاریخ، ادب، ثقافت، سوانح وغیرہ موضوعات پر پندرہ کے قریب مطبوعہ تصانیف ہیں، ایک نعتیہ دیوان شائع ہوا، آپ نے چودہویں صدی ہجری کے مشاہیر حجاز پر ۱۵۵۰ صفحات اور چار جلدوں پر مشتمل اسّی مشاہیر کے حالات پر کتاب ''اعلام الحجاز'' لکھی، جس میں فاضل بریلوی کے استاد شیخ عبدالرحمٰن سراج مکی حنفی، الدولة المکیہ کے مقرظ شیخ عبداللہ سراج حنفی (م۔۱۳۶۸ھ)، فاضل بریلوی کے خلیفہ شیخ احمد حضراوی (م۔۱۳۲۷ھ) اور مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی کے خلیفہ شیخ سید علوی بن عباس مالکی کے حالات درج ہیں۔

۹۰۔ اعلام الحجاز، ج۴، ص ۲۳۸۔۲۳۹ ملخصاً

۹۱۔محمد سعید عامودی ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدرسہ الفلاح مکہ مکرمہ (سن تاسیس ۱۳۳۰ھ) میں تعلیم پائی، شاعر و ادیب، مؤرخ و صحافی تھے، مجلس شوریٰ کے رکن رہے، متعدد عالمی ادبی کانفرنسوں میں سعودی عرب کی نمائندگی کی، اخبار صوت الحجاز، ماہنامہ الحج (سن اجراء ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء) اور ماہنامہ رابطہ العالم الاسلامی (سن اجراء ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۳ء) مکہ مکرمہ کے ایڈیٹر رہے، ۲؍شعبان ۱۴۱۱ھ کو وفات پائی، متعدد تصانیف ہیں جن میں اکثر مطبوع ہیں، تفصیلی تعارف کے لئے ملاحظہ ہوں: روزنامہ الندوہ مکہ مکرمہ، شمارہ ۲۷؍نومبر ۱۹۹۷ء، ص۷ پر فاروق باسلامہ کا مضمون ''شخصیات مکیہ۔محمد سعید العامودی''، نیز الحرکة الادبیہ فی المملکة العرنیة السعودیہ، ص ۱۰۳۔۱۰۴ اور اعلام الحجاز، ج۴، ص ۲۳۲۔۲۴۰

۹۲۔احمد علی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں ہندوستان میں پیدا ہوئے، مکہ مکرمہ تعلیم پائی، فارسی، انگریزی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل کیا، سعودی عرب میں متعدد سرکاری عہدوں پر تعینات رہے، شریعت کالج مکہ مکرمہ کے صدر رہے، متعدد تصنیفات ہیں جن میں آل سعود خاندان پر بھی ایک تصنیف شامل ہے۔(الحرکة الادبیہ، ص۴۵۷)

۹۳۔نشر النور، ص۵

۹۴۔عبدالقدوس انصاری ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، پانچ سال کی عمر میں والد نے وفات پائی، پھر اپنے خاندان کے ایک بزرگ مسجد نبوی کے مدرس شیخ محمد طیب انصاری نے پرورش کی نیز ابتدائی تعلیم دی، ۱۳۴۱ھ میں عبدالقدوس انصاری نے مولوی حسین احمد فیض آبادی (۱۲۹۶ھ۔۱۳۷۷ھ) کے بڑے بھائی مولوی احمد فیض آبادی (۱۲۹۳ھ۔۱۳۵۸ھ) کے قائم کردہ مدرسہ العلوم الشرعیہ (سن تاسیس ۱۳۴۰ھ) میں داخلہ لے لیا اور مولوی احمد فیض آبادی سے تعلیم مکمل کی،

سرکاری ملازمت سے عملی زندگی کا آغاز کیا بعدازاں صحافت سے وابستہ ہوگئے اور ۱۳۵۵ھ میں مدینہ منورہ سے ماہنامہ ''المنہل'' جاری کیا جواب جدہ سے شائع ہورہا ہے، عبدالقدوس انصاری نے ۱۴۰۳ھ میں وفات پائی، نظم ونثر میں متعدد تصانیف ہیں، ان میں مدینہ منورہ کے آثار قدیمہ پر ایک کتاب، اپنے استاد مولوی احمد فیض آبادی، نیز شاہ عبدالعزیز ال سعود پر کتب وغیرہ شامل ہیں۔(اعلام الحجاز، ج۲، ص۱۸۶۔۲۴۰، نیز اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی مدنی (پ۱۳۹۳ھ)، جلد دوم، طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء، مطبع دارالبلاد للطباعۃ والنشر جدہ، ص۴۲)

مولوی احمد فیض آبادی کے قائم کردہ اس مدرسہ کو ھاشمی حکومت نے بند کرادیا تھا، سعودی عہد میں دوبارہ کھولا گیا، اس مدرسہ پر ڈاکٹر محمد عید خطراوی نے کتاب بنام ''مدرسة العلوم الشرعیه'' لکھی جو مطبوع ہے، اس میں جن مقامی لوگوں نے تعلیم پائی ان میں ایک نام محمد علی حرکان ہے، جو بعدازاں رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل رہے اور اس دوران فاضل بریلوی کے اردو ترجمہ قرآن کنزالایمان و دیگر تصانیف کے چند عرب ممالک میں داخلہ پر پابندی کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

۹۵۔ نشر النور، ص۱۳، ۱۴، ۲۹

۹۶۔محمد حسین نصیف ۱۳۰۲ھ میں جدہ میں پیدا ہوئے، ۱۳۹۱ھ میں طائف میں وفات پائی اور جدہ میں دفن ہوئے، یہ جدہ کے اہم تاجر، سیاسی و علمی شخصیت تھے، شاہ عبدالعزیز آل سعود (م۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء) حجاز پر اپنی حکمرانی قائم کرنے کے بعد ۱۳۴۴ھ میں پہلی بار جدہ آئے تو انہی محمد حسین نصیف کے محل نما گھر میں بیٹھ کر اہل حجاز کے وفود سے اطاعت کی بیعت لی۔(اعلام الحجاز، ج۲، ص۲۳۲)

۹۷۔رشدی صالح مَلحَس نامور ادیب وصحافی تھے، سعودی عہد میں مکہ مکرمہ سے شائع ہونے والے پہلے اخبار ''ام القریٰ'' (سن اجراء ۱۳۴۳ھ) کے ایڈیٹر رہے، متعدد تصنیفات ہیں، ان میں ''تاریخ الطباعة والصحافة فی الحجاز'' اہم ہے (الحرکة الادبیه، ص۱۰۳)

۹۸۔عمر عبدالجبار ۱۳۲۰ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مسجد الحرام میں تعلیم پائی، ھاشمی عہد میں عسکری کالج سے ڈگری حاصل کر کے فوج میں افسر بھرتی ہو کر عملی زندگی کا آغاز کیا، حجاز کے نامور ادیب، صحافی و ماہر تعلیم تھے، ۱۳۹۱ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی، متعدد تصنیفات ہیں جن میں ''سیر و تراجم'' اہم ہے، جس میں چودھویں صدی ہجری کے ۱۱۸ سے زائد علمائے مکہ مکرمہ کے حالات درج ہیں، اس کتاب پر عبدالقدوس انصاری نے مقدمہ لکھا، عمر عبدالجبار سعودی عہد میں مکہ مکرمہ میں مختلف عہدوں، حرم مکی پولیس کے افسر اعلیٰ اور پاسپورٹ آفس مکہ مکرمہ کے ڈائریکٹر وغیرہ تعینات رہے۔(سیر و تراجم، ص آخر)

۹۹۔عبداللہ عبدالجبار مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں تعلیم پائی پھر مزید حصول علم کے لئے مصر کی

ایک یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور سند حاصل کی، سعودی وزارت تعلیم میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر متمکن رہے، پانچ سے زائد تصنیفات ہیں، ان میں ''قصة الادب فی الحجاز'' اہم ہے جو ڈاکٹر محمد عبدالمنعم خفاجی کے ساتھ مل کر تصنیف کی اور ۱۹۵۸ء میں قاھرہ سے شائع ہوئی۔ (الحرکۃ الادبیہ، ص ۶۷،۴۶۷)

۱۰۰۔ نشر النور، مقدمہ ص ۶

۱۰۱۔ محمد سُرُور صبان ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں جدہ میں پیدا ہوئے، جدہ ومکہ مکرمہ میں تعلیم پائی، ادیب وشاعر تھے، شاہ فیصل (م۔ ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء) کے دور میں وزیر مالیات اور پھر رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل رہے، چند تصانیف ہیں جن میں ''ادب الحجاز'' اہم ہے، جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۸ء میں مصر سے شائع ہوا، مکہ مکرمہ کے ذاتی کتب خانوں محمد سرور صبان کا ذخیرہ کتب سب سے اہم ہے، ۱۳۹۱ھ میں وفات پائی۔ (اعلام الحجاز، ج ۱، ص ۲۴۰۔ ۲۵۲)

۱۰۲۔ نشر النور، مقدمہ ص ۸۔ ۱۱ ملخصاً

۱۰۳۔ اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۹۸، الدلیل المشیر، ص ۲۲۲

۱۰۴۔ ایضاً

۱۰۵۔ الدلیل المشیر، ابی بکر حبشی علوی (م ۱۳۷۴ھ)، مکتبہ المکیہ مکہ مکرمہ، طبع اول ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ص ۲۱۷، نیز اعلام الحجاز، ج ۴، ص ۸۹

۱۰۶۔ مولانا غلام دستگیر قصوری کی ''تقدیس الوکیل'' پر مولانا عبدالسبحان مدرس دوم مدرسہ کی تصدیق موجود ہے۔

۱۰۷۔ مولانا حضرت نور افغانی تقریباً ۱۲۵۰ھ میں اپنے آبائی وطن میں پیدا ہوئے اور ۱۲۹۱ھ میں مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے جہاں مولانا رحمت اللہ کیرانوی سے متعدد علوم حاصل کئے، بعد ازاں مدرسہ صولتیہ و مسجد الحرام میں مدرس رہے، ۱۳۲۱ھ میں وفات پائی۔ (نشر النور، ص ۵۰۳۔ ۵۰۴)

۱۰۸۔ سیر و تراجم، ص ۲۰۲

۱۰۹۔ ماہنامہ المنہل جدہ، شمارہ دسمبر ۸۸ء، جنوری ۱۹۸۹ء، ص ۱۶۵

۱۱۰۔ محدث شام سید بدرالدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۶۷ھ۔ ۱۳۵۴ھ) سے خلق کثیر فیض یاب ہوئی، مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں، علماء دیوبند کے سرخیل مولوی رشید احمد گنگوھی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے محافل میلاد و قیام کو فعل ہنود مثل کنھیا کے جنم دن وغیرہ سے تشبیہ دی جس کی تفصیل ''براھین قاطعہ'' میں درج ہے، ۱۳۲۹ھ میں مدینہ منورہ میں مقیم ہندوستان کے دو علماء مولانا احمد علی قادری رامپوری و مولانا محمد کریم اللہ پنجابی نے قول گنگوھی کا عربی ترجمہ کر کے استفتاء کی صورت میں دمشق (شام) میں محدث سید بدرالدین حسنی کی خدمت میں بھیجا، آپ نے

اس کے مفصل جواب کے لئے اپنے شاگرد خاص علامہ محمود آفندی عطار رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا، علامہ عطار نے قول گنگوہی کا مفصل رد لکھا جو ''**استحباب القیام عند ذکر ولادۃ علیه الصلوٰۃ والسلام**'' کے عنوان سے دمشق کے ماہنامہ ''**الحقائق**'' شمارہ محرم ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا۔

فاضل بریلوی کی کتاب ''**الدولۃ المکیه**'' پر محدث شام کے فرزند علامہ سید تاج الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریظ لکھی، محدث شام اوران کے جلیل القدر فرزند کا ذکر خیر مولانا شہاب الدین رضوی ایڈیٹر ماہنامہ ''سُنی آواز'' بریلی کی کتاب ''علماء عرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام'' ناشر رضا اکیڈمی بمبئی، طبع اول ۱۹۹۶ء میں موجود ہے، عربی میں محدث شام کے مفصل حالات کے لئے حسب ذیل دو کتب ملاحظہ ہوں:

۔**شیخ محمد بدرالدین حسنی کما عرفته**، تالیف شیخ محمد صالح فرفور دمشقی، دارالامام ابی حنیفہ دمشق، طبع اول ۱۹۸۶ء

۔ **محدث الشام العلامه السید بدرالدین حسنی**، شیخ محمد عبداللہ الرشید، مکتبہ الامام الشافعی الریاض، طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۱۱۱۔فاضل بریلوی اور مولانا عبدالحق الٰہ آبادی کے درمیان مکہ مکرمہ میں متعدد ملاقاتیں ہوئیں، **حسام الحرمین** پر آپ کی تقریظ موجود ہے۔

۱۱۲۔علامہ سید عبدالحی کتانی مراکشی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۳ھ۔۱۳۸۲ھ) وہ پہلے عرب عالم ہیں جنہیں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت عطا فرمائی، آپ نے متعدد موضوعات پر کتب تصنیف کیں، ان میں ''**فهرس الفهارس**'' کو عالمگیر پذیرائی ملی۔(**الدلیل المشیر**، ص۱۴۸۔۱۷۵)

۱۱۳۔شیخ عمر حمدان محرسی تیونسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۱ھ۔۱۳۶۸ھ) ''**محدث الحرمین**'' کے لقب سے مشہور ہیں، **الدولۃ المکیه**، **حسام الحرمین** پر تقاریظ لکھیں، شیخ عمر حمدان، فاضل بریلوی کے خلیفہ ہیں، **الدلیل المشیر**، **سیروتراجم** اور **اعلام من ارض النبوۃ** جلد اول میں آپ کے حالات درج ہیں، نیز آپ کی علمی اسناد پر شیخ ابی الفیض فادانی نے کتاب ''**اتحاف الاخوان باختصا مطمع الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان**'' مرتب کی جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ میں دمشق سے شائع ہوا۔

۱۱۴۔سید ابوبکر سالم البار حضرمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۱ھ۔۱۳۸۴ھ) اور آپ کے والد ماجد سید سالم بن عیدروس البار علوی حضرمی رحمۃ اللہ علیہ دونوں فاضل بریلوی کے خلفاء میں سے ہیں، اول الذکر کے حالات **الدلیل المشیر**، **سیروتراجم** اور **اهل الحجاز بعبقهم التاریخی** میں دیئے گئے ہیں۔

۱۱۵۔الدلیل المشیر،ص۲۲۳

۱۱۶۔نشر النور،ص۴۰۳

ماخذ

(۱)۔قرآن حکیم

(۲)۔الاجازات المتینة لعلما بکة والمدینة(۱۳۲۴ھ)،مولانا احمد رضا خاں بریلوی، منظمہ الدعوۃ الاسلامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور،سن اشاعت درج نہیں۔

(۳)۔اعلام الحجاز،محمد علی مغربی،جلد اول،مطبع دار العلم للطباعۃ والنشر جدہ،طبع دوم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

(۴)۔اعلام الحجاز،جلد دوم،مطبع دار البلاد جدہ،طبع دوم ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۵)۔اعلام الحجاز،جلد سوم،مطبع المدنی المؤسسۃ السعودیہ شارع عباسیہ قاہرہ،طبع اول ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء

(۶)۔اعلام الحجاز،جلد چہارم،مطبع دار البلاد جدہ،طبع اول ۱۴۱۴ھ

(۷)۔اعلام من ارض النبوۃ،سید انس یعقوب کتبی مدنی،جلد اول،مطبع دار البلاد جدہ،طبع اول ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

(۸)۔اعلام من ارض النبوۃ،جلد دوم،مطبع دار البلاد جدہ،طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۹)۔اھل الحجاز بعبقھم التاریخی،حسن عبدالحی قزاز،مطبع مؤسسۃ المدینۃ للصحافۃ جدہ،طبع اول ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء

(۱۰)۔الحرکۃ الادبیہ فی المملکۃ العربیۃ السعودیہ،ڈاکٹر بکری شیخ امین،دار العلم للملایین بیروت لبنان،طبع چہارم ۱۹۸۵ء

(۱۱)۔حسام الحرمین،مولانا احمد رضا خان بریلوی،مکتبہ نبویہ لاہور(عربی،اردو)

(۱۲)۔الدلیل المشیر الی فلك اسانید الاتصال بالحبیب البشیر ﷺ،شیخ ابی بکر حبشی علوی،مکتبہ المکیہ مکہ مکرمہ،طبع اول ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء

(۱۳)۔الدولۃ المکیہ،مولانا احمد رضا خاں بریلوی،کراچی ایڈیشن،طبع اول،(عربی،اردو)

(۱۴)۔الدولۃ المکیہ،لاہور ایڈیشن،طبع اول،(عربی،اردو)

(۱۵)۔رجال من مکۃ المکرمہ،زہیر محمد جمیل کتبی مکی،جلد سوم،مطبع دار الفنون للطباعۃ

جدہ،طبع اول۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء

(۱۶)۔سیرو تراجم بعض علمائنا فی القرن الرابع عشر للهجرة،عمرعبدالجبار،مکتبہ تھامہ جدہ،طبع سوم۱۴۰۳ھ۱۹۸۲ء

(۱۷)۔ المختصر من كتاب نشر النور والزهر،اختصارمحمدسعیدعامودی واحمدعلی،عالم المعرفہ جدہ،طبع دوم۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

(۱۸)۔ماہنامہ الحقائق،دمشق،شمارہ محرم۱۳۳۰ھ

(۱۹)۔ماہنامہ منارالاسلام،ابوظہی،شمارہ ربیع الاول۱۴۰۸ھ/اکتوبر۱۹۸۷ء

(۲۰)۔ماہنامہ المنهل جدہ،شمارہ دسمبر۸۸ءجنوری۱۹۸۹ء

(۲۱)۔روزنامہ الندوة مکہ مکرمہ،شمارہ ۲۷/نومبر۱۹۹۷ء

(۲۲)۔ ابواب تاريخ المدينة المنورة (فصول من تاريخ المدينة المنورة)،علی حافظ،مترجم آل حسن صدیقی،مطبع شركة المدينة المنورہ للطباعة والنشر جدہ،طبع اول۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء

(۲۳)۔ انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ،مولانا عبدالسمیع رامپوری،مطبع مجتبائی دہلی،طبع ۱۳۴۶ھ

(۲۴)۔ براھین واطعہ،مولوی رشید احمد گنگوھی و مولوی خلیل احمد انبیٹھو ی،دارالاشاعت اردو بازار کراچی،طبع ۱۹۸۷ء

(۲۵)۔تقديس الوكيل عن توهين الرشيد والخليل،مولانا غلام دستگیر قصوری،نوری بک ڈپو لاہور

(۲۶)۔علماءعرب کے خطوط فاضل بریلوی کے نام،مولانا شہاب الدین رضوی،رضا اکیڈمی بمبئی،طبع اول۱۹۹۶ء

(۲۷)۔ الملفوظ (۱۳۳۸ھ) مولانا احمد رضا خاں بریلوی،مرتب مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی،مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی